رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل

Shakhshop 3P GS FS

بدر

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۲۱/۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء مطابق ۷ رجب ۱۳۴۹ھ | نمبر ۳۱/۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے ترقی پر ہے۔ پھوڑے کا زخم مندمل ہوگیا ہے۔ الحمد للہ ۔

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور آپ کے تمام متعلقین بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔

(۳) مکرمی اخویم قاضی اکمل صاحب بعارضہ بخار مبتلا رہے۔ اب خدا کے فضل سے بخار سے تو آرام ہوگیا ہے مگر ضعف بہت ہے۔ احباب ان کی صحت کامل کیلئے دعا فرماویں ۔

(۴) خاکسار ایڈیٹر فاروق کو خدا نے اپنے خاص فضل اور احباب کی دعاؤں سے صحت کامل عطا فرمائی ہے۔ اور زبان کا زخم بالکل اچھا ہوگیا جسکی خوشی اور شکریہ میں ۲۰ نومبر کو میں نے اس صحت یافتہ زبان سے پہلے ذکر حبیب یعنے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مسجد اقصیٰ میں نماز عشاء کے بعد دو گھنٹہ کامل تقریر کی۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے مجھے دوبارہ زندگی اور زبان کو گویائی عطا فرمائی۔ الحمد للہ کہ اس پاک ذکر سے میں نے اپنی زبان کا افتتاح کیا

(۵) یہ پرچہ بھی بوجہ ضعف و ناتوانی دو ہفتہ کا ہی شائع کیا جاتا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ ہفتہ وار حسب دستور نکلیگا ۔

(۶) خدا کے فضل سے یہ پرچہ روانہ کرتے ہیں خانیوال ضلع ملتان کی احمدیہ جماعت کے جلسہ پر تقریر کرنے جا رہا ہوں۔ جہاں ۲۹/۳۰ نومبر کا جلسہ ہے احباب واپسی بخیر کی دعا کریں ۔

سالانہ جلسہ کی تاریخیں

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر جمعہ ہفتہ اتوار مقرر ہوئی ہیں۔ پروگرام آئندہ شائع ہوگا

شکریہ احباب

میری تکلیف اور اس سے صحتیابی پر جن احباب نے مبارک باد فہمدردی کے خطوط ارسال فرمائے اور دعاؤں سے امداد کی۔ ان کا نام بنام شکریہ ادا کرنا تو مشکل ہوگیا ہے۔ کیونکہ اس کثرت سے خطوط آئے ہیں۔ کہ اخبار کے اکثر صفحہ پر وہ اسماء گرامی درج ہونے سے بھی بہت سے نام رہجا دینگے۔ اسلئے میں بغیر اندراج نام سب دوستوں کا شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنہوں نے ایک ناچیز بھائی کی ہمدردی اور پھر اس کی صحتیابی پر خوشی کا اظہار اور مبارک بادی کے خطوط ارسال فرمائے دارین کی برکات سے متمتع فرمائے آمین۔ بعض مقامی دوست جنہوں نے میری بیماری کے ایام میں کئی بار تشریف لاکر مجھے اور میرے متعلقین کو تسلی دی۔ اور ان کے اسماء گرامی بوجہ عدم گنجائش گذشتہ پرچہ میں نہیں لکھے گئے۔ ان میں سے ایک مولوی عنایت اللہ صاحب اور مولوی محمد یامین صاحب تاجران کتب اور مکرمی مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی تاج الدین صاحب مولوی فاضل۔ مولوی ارجمند خانصاحب مولوی فاضل۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل۔ مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل برادرم ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار ہنر۔ مکرمی بابو مولا بخش صاحب سب پوسٹماسٹر و پوسٹل کلرک قادیان ہیں۔ ان سب کو اجر عظیم عطا کرے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استقلال اور محنت کا نتیجہ

ابراہم لنکن پریذیڈنٹ امریکہ

جس طرح آج ہندوستان میں اکثر علاقے آباد اور اکثر غیر آباد ہیں۔ اور غیر آباد شدہ علاقوں میں آبادی کم ہونے کی وجہ سے ریلیں۔ سڑکیں۔ سکول وغیرہ نہیں۔ یہی حال گذشتہ صدی میں امریکہ کا تھا۔ ان لوگوں کو جب یہ خیال ہوا۔ کہ تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہمیں پستی سے بلندی کی طرف لیجاتی ہے۔ تو اس خیال کو صرف خیال ہی نہ رہنے دیا بلکہ عملی جامہ پہنایا۔ اسی براعظم کے ایک شخص کا حال آج آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے غربت میں کڑی سے کڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر خدا کے سہارے اور ہمت اور مستقل ارادے سے دنیا میں ثابت کر دیا۔ کہ افلاس ترقی میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس شخص کو جنگلی بچہ بھی کہا کرتے تھے۔ یہ ایک اجاڑ بیابان میں ایسی تنگ و تاریک کوٹھری میں رہتا تھا۔ جس میں کوئی ہوا اور روشنی کا انتظام نہ تھا وہ کوٹھری ایک طرح سے بلیک ہول تھی۔ آج تو یہاں حکومت کی توجہ سے ہر گاؤں میں سکول موجود ہے۔ مگر اس بیچارے کو گھر سے نو میل پیادہ چل کر سکولوں میں جانا پڑتا تھا اور کتابیں مستعار لینے کے لئے پچاس پچاس میل چلکر دوستوں تک پہنچنا پڑتا تھا۔ رات کو لمپ کی روشنی ملتی نہیں۔ بلکہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اس کی روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ ان ناخوشگوار حالات میں وہ اپنی مستقل مزاجی سے امریکہ جیسے براعظم کا پریذیڈنٹ بنا۔ اس نے لوگوں کے سامنے۔ آدمیت۔ ہمت اور استقلال کا وہ نمونہ پیش کیا۔ جو دنیا نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس طرح سے آپ کے سامنے ایسی زندہ ہستیاں بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے ناخوشگوار حالات کو پیروں تلے روندتے ہوئے ترقی کر کے دنیا کے سامنے ایک مثال پیدا کر دی۔ کامیابی انسان کے اندر ہے روپیہ پیسہ اور موقعوں سے نہیں ملتی۔ بلکہ اس کا دارومدار استقلال پر ہے۔ دنیاوی تکالیف مصمم ارادوں والی ہستیوں کے آگے سے راستہ چھوڑ دیتی ہیں۔ موقعوں کی تلاش نہ کرو۔ بلکہ ہر موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ۔

سکندر اعظم نے ایک مہم کو جب فتح کر لیا۔ کسی نے اس سے دریافت کیا۔ کہ اگر موقعہ ملے۔ تو کیا آپ کا ارادہ اگلا شہر فتح کرنے کا ہے؟ جواب میں سکندر نے گرج کر کہا۔ کہ موقعہ کیا ہوتا ہے۔ موقعہ میں خود بنا لیا کرتا ہوں۔ جو شخص موقعہ بنا لیتے ہیں۔ انکی ہی جہان میں عزت ہوتی ہے۔

پیارے بچو!

دنیا میں موقعوں کی تلاش نہ کرو۔ ابراہم لنکن کی زندگی اور سکندر کے اس فقرہ سے کہ "موقعہ میں خود بنا لیا کرتا ہوں" سبق حاصل کرو۔ خدا تمہارے ارادوں میں کامیابی دے گا۔ (معاون)

تار پیڈو

ہندوؤں سے چھوت چھات

خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ کتاب دوبارہ طبع ہو کر جلد ختم ہو گئی۔ مگر اس کی فرمائشیں برابر آتی رہیں۔ اس لئے اب تیسری دفعہ طبع کرائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں ہندوؤں کے مسئلہ چھوت سے جو نقصان مسلمانوں کو پہنچا ہے۔ اور ہندوؤں نے اس سے جو فائدہ اٹھایا ہے وہ حساب اور شمار کے ذریعے ثابت کر کے آئندہ مسلمانوں کو وہ طریق بتایا گیا ہے۔ جس پر عمل کرنے سے ہی ان کی ہستی قائم رہ سکتی ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیئے۔ اس لئے جن دوستوں نے اس کی جتنی کاپیاں خریدنی ہوں۔ اس سے بوا پسی ڈاک اطلاع دیں۔ تاکہ اتنی ہی تعداد میں اس کو چھپوایا جائے۔ ورنہ پھر چوتھے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت فی نسخہ ۳ سر۔ اور ایک روپیہ کی سات کتابیں۔ اور سو نسخہ بارہ ۱۲ روپیہ میں۔ محصول ڈاک بذمہ خریداران۔

(مینجر فاروق)

مناظرہ بٹالہ میں امرتسری کی شکست فاش

۱۵ نومبر کو جو رات کے ۹ بجے وہابیان بٹالہ کے جلسہ میں میاں ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ خویم مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کا مناظرہ ہوا۔ اس کے متعلق امرتسری نے اپنے بستہ بردار مسمی محمد امین سے ۲۱ نومبر کے اہلحدیث میں سیاہ جھوٹ لکھوا کر شائع کیا ہے کہ بٹالہ میں احمدیوں نے امرت سری رند سے ایسی ہزیمت اٹھائی کہ قادیان تک نام لینا بھول گیا۔ چونکہ میں بذات خود اس مباحثہ میں موجود تھا۔ اس لئے میں اس خدا کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر مبعوث کیا۔ اور جس نے قرآن مجید جیسی کامل کتاب نازل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس قدر اس ایک گھنٹہ کی گفتگو میں امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کی ذلت ہوئی۔ اور اس ذلت میں صدر جلسہ اس کا قوت بازو مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی برابر کا شریک رہا۔ وہ تمام حاضرین جلسہ کو جن میں ذرا بھی تقویٰ اور خشیت الٰہی اور ایمان کی رتی موجود ہے ہمیشہ یاد رہیگی میں انشاء اللہ اس جلسہ کی مفصل روئداد آئندہ کسی اشاعت میں شائع کروں گا۔ اس وقت امرتسری سے صرف اتنا مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ دیانتداری سے اپنا وہ اعتراض جو اس نے لیکچر سیالکوٹ سے مسیح موعود علیہ السلام کے ہزار ہفتم میں مبعوث ہونے کا اور اس کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تفسیر سورہ جمعہ کی عبارت پیش کر کے کیا تھا۔ وہ اصل عبارت اور اپنا اعتراض شائع کر دے۔ اور جو جواب اس کا مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے دیا تھا اس کو بھی لکھ دے۔ تاکہ دنیا کو مباحثہ میں شکست یافتہ فریق کا پورا پتہ لگ جائے۔

... لیکن شائع کرے ملف موکد بعذاب کے ساتھ۔ پھر میں اس کو روئداد مناظرہ مناظرہ میں شائع کروں گا۔ اور ...

... اعتراض جو اس نے لیکچر سیالکوٹ سے مسیح موعود علیہ السلام ... مبعوث ہونے کا اور اس کے ساتھ حضرت ... تفسیر سورہ جمعہ کی عبارت ... کیا تھا۔ وہ اصل عبارت اور اپنا اعتراض شائع ... اور جو جواب اس کا مولوی اللہ دتا صاحب ... دیا تھا اس کو بھی لکھ دے۔ تاکہ دنیا کو ... میں شکست یافتہ فریق کا پورا پتہ لگ جائے۔ ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱/۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء

کلام الامام

(از مسیح موعود علیہ السلام)

اتمام الحجۃ علی المخالفین

"تبلیغ روحانی"

لَھُمُ البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاش حق
خدا خود راہ بنماید طلب گار حقیقت را

یہ بات قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ کہ مومن رویاء صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دکھائی بھی جاتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخذول اور ملعون اور مردود اور کافر اور دجّال بلکہ اکفر اور شر البریّہ ہو۔ اس کو فت اور شکست خاطر کے وقت میں کچھ مکالمات پُر از لطف و احسان خدا تعالےٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقع ہوتے ہیں۔ اس کو کون جانتا ہے ؎

رحمتِ خالق کہ جزو اولیا است
ہست پنہاں زیر لعنت ہائے خلق

یہ عاجز خدا تعالےٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آ رہی ہیں۔ کہ لست مومناً۔ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے۔ کہ قل انی امرت وانا اوّل المومنین۔ ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں۔ کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے۔ یتربصون علیک الدوائر علیھم دائرۃ السوء۔ اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں۔ اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک۔ اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں۔ کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرف خدا تعالےٰ اپنے الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالےٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے:۔

بالآخر واضح ہو۔ کہ اس وقت میرا مدعا اس تحریر سے یہ ہے۔ کہ بعض صاحبوں نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابیں متعلق زیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بھی اس عاجز کے بارہ میں لکھ کر بھیجی ہیں۔ جن کا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور بذریعہ الہام کے خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ شخص یعنے یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس کو قبول کرو۔ چنانچہ بعض نے ایسی خوابیں بھی بیان کیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالت میں نظر آئے۔ اور معلوم ہوا۔ کہ گویا آنحضرتؐ روضہ مقدسہ سے باہر تشریف رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنے اس عاجز کو عمداً ستا رہے ہیں۔ قریب ہے جو اُن پر غضب الٰہی نازل ہو۔ اوّل اوّل اس عاجز نے ان خوابوں کی طرف التفات نہیں کی۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ کثرت سے دنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ محض خوابوں کے ہی ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے۔ اور اسی بنا پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے۔

سو مجھے اس وقت یاد آیا۔ کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام درج ہے۔ جس کو دس برس کا عرصہ گذر گیا۔ اور وہ یہ ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنے ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کرینگے۔ سو وہ وقت آگیا۔ اس لئے میرے نزدیک قرین مصلحت ہے۔ کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے۔ تو ان کو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمت الٰہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ واما بنعمت ربک فحدث۔ لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ آئندہ ہر ایک صاحب جو کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھ کر بذریعہ خط اس سے مطلع کرنا چاہیں۔ تو ان پر واجب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اس بات کو ظاہر کریں۔ کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر خواب دیکھی ہے۔ اور اگر ہم نے کچھ اس میں ملایا ہے۔ تو ہم پر اسی دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ اور جو صاحب پہلے قسم کھا کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں۔ ان کو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر وہ تمام صاحب جنہوں نے خوابیں یا الہامات تو لکھ کر بھیجے تھے۔ لیکن وہ بیانات ان کی مؤکد بقسم نہیں تھے۔ ان پر واجب ہے۔ کہ پھر دوبارہ اُن خوابوں یا الہامات کو قسم کے ساتھ مؤکد کر کے ارسال فرما دیں۔ اور یاد رہے۔ کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاویگا۔ اور قسم بھی اس طرز کی چاہیئے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے۔

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں۔ کہ حق کے طالب جو مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں۔ اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ ویسا ہی ڈرتے رہیں۔ اور اُن کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہوویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ یہ فتویٰ کوئی نئی بات نہیں۔ اور اگر اس عاجز پر شک ہو۔ اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے۔ اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو۔ تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اوّل تو بہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۂ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد میں اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھکر خدا تعالےٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعودؑ اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا حال ہے کیا صادق ہے۔ یا کاذب۔ اور مقبول ہے یا مردود اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے۔ تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبول ہے۔ اور تیری طرف سے ہے۔ تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا۔ کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم از کم دو ہفتہ کریں۔ لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہے۔ اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے۔ اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالےٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال۔ اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ۔ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کریگا۔ جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سوائے حق کے طالبوں مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو۔ کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸)

گول میز کانفرنس کا افتتاح

(۱)

ہندوستان کے سیاسی حالات میں دلچسپی رکھنے والے اشخاص کو کئی ماہ سے جس تقریب کا سخت انتظار تھا۔ وہ آخر کار منصۂ شہود پر آگئی۔ اور ملک معظم نے ۱۲ نومبر کو ٹھیک دوپہر کے بارہ بجے ہندوستان کے مسائل کے حل کرنے کے لئے لندن ہاؤس آف لارڈز کی رائل گیلری میں گول میز کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اور شاہی تقریر فرمائی۔ جس میں اس گول میز کانفرنس کے متعلق تمام مالہ و ماعلیہ کا تذکرہ کر کے اپنی اس نیک نیتی کا اظہار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کانفرنس کو کامیابی عطا کرے۔ اس تقریب کے وقت گول میز نہیں بلکہ بیضوی میز کے گرد اگرد تمام مندوبین کی نشست اس طرح تھی۔ کہ میز کے وسط میں ملک معظم کا سنہری تخت تھا۔ جو سارے منظر پر بلند اور فائق نظر آتا تھا۔ تخت شاہی کے دہنی طرف مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ اور ہندوستان کی دیسی ریاستوں کے دیسی فرمانروا اور ان کے وزراء بیٹھے ہوئے تھے۔ تخت کے بائیں طرف مسٹر بالڈون وزیر ہند اور برطانوی نمائندے جو گول میز کانفرنس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ تخت کے عین سامنے برطانوی ہندوستان کے تمام مندوبین کی نشست تھی۔ لنڈن کے مشہور گھنٹہ گھر بگ بن سے جب بارہ بجنے کی آواز آئی۔ تو تمام گفتگو یک لخت سحر نما طور سے بند ہو گئی۔ اسی وقت ملک معظم معہ وزیر اعظم کے تشریف لائے۔ تمام لوگ سر و قد تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ملک معظم نے اپنی شاہی تقریر بڑے وقار سے ادا کی۔ جو اسی اثناء میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ یہ تقریر آٹھ منٹ میں ختم ہو گئی۔ تقریر کے ختم ہوتے ہی ملک معظم ذرا جھک کر تمام مندوبین کو سلام کر کے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد وزیر اعظم برطانیہ نے تقریر کی۔ جو دس منٹ میں ختم ہوئی۔ بعد ازاں کئی دیسی فرمانرواؤں اور برطانوی ہند کے مندوبین نے تقریریں کیں۔ غرضکہ یہ تمام کروفر کی تقریب ۵۰ منٹ میں ختم ہو گئی۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جب سے انگریز ہندوستان پر قابض ہوئے ہیں۔ یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ بادشاہ انگلستان نے ہندوستانیوں اور انگریز مدبروں اور مندوبوں کے باہمی مشورہ کی کانفرنس کی بحیثیت شاہنشاہ ہر دو ممالک صدارت فرمائی۔ اور اس تاریخی اجتماع کو شاہانہ برکات سے مستفیض کیا۔ اس کانفرنس کے سامنے نہایت اہم مسائل درپیش ہیں۔ یہ ایک ایسا بے نظیر مجمع گول میز کانفرنس کے افتتاح کیوقت موجود تھا۔ کہ جس کی نظیر آج تک انگلستان اور ہندوستان کی تواریخ میں نہیں ملتی۔ اگر ہر ایک مندوب بلا لحاظ مذہب و ملت محض اپنے ملک و قوم کی بہتری کے خیال سے اس کانفرنس میں کام کریگا۔ تو کچھ شک نہیں کہ اس کانفرنس کا نتیجہ نہایت عمدہ برآمد ہوگا۔

گذشتہ دس سال کے عرصہ میں اہل ہندوستان نے تمام انتظامی اور سیاسی امور میں اس قدر تعجب انگیز طور سے ترقی کر لی ہے۔ کہ جس کو دیکھ اہل برطانیہ بھی حیرت سے انگشت بدنداں ہیں۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں جب مانٹیگو چیمسفورڈ ریفارم ہندوستان میں جاری کی گئی۔ تو اہل برطانیہ کا خیال تھا۔ کہ انتظامی اور سیاسی امور میں ہندوستانی صرف اس قدر ترقی کرینگے کہ ہر دس سال کے بعد ان کو تھوڑے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مزید اختیارات دیدیئے جایا کریں۔ اور اس طور سے سالہا سال کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ جب اہل ہندوستان حکومت خود اختیاری کے اہل ثابت ہو جائیں گے۔ تو اس وقت ان کو سیلف گورنمنٹ دیدی جائے گی۔ مگر صرف دس سال کے مختصر عرصہ ہی میں اہل ہند نے اپنی انتظامی قابلیت اور تدبر کا ایسا زبردست حیرت بخش ثبوت پیش کر دیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ کو سائمن کمیشن کی تقرری کے علاوہ ایک گول میز کانفرنس منعقد کرنی پڑ گئی۔ تاکہ ہندوستانی اس گول میز کانفرنس میں ماتحتی کے درجہ میں نہیں بلکہ مساوات کے درجہ پر انگریز مدبرین کے ساتھ شریک ہو کر اپنے ملک کے لئے برطانیہ کے مدبرین کے اتفاق اور اتحاد سے جدید دستور اساسی بنائیں۔

تمام دیسی ریاستوں کے فرمانروا بھی برطانوی ہندوستان کے مندوبین کے ساتھ اس بارہ میں ہمنوا ہو گئے۔ کہ ہندوستان کو دولت برطانیہ کی تمام سلطنتوں کے برابر مساوات کا درجہ اور حکومت خود اختیاری کا اعزاز عطا کیا جائے۔ اب اگر لنڈن میں ہندو اور مسلمان مندوبین میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے متعلق مفاہمت اور سمجھوتہ ہو گیا۔ جس کی بیس بسوے امید ہے۔ کہ ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ اور مسلمانوں کے اصرار اور ہندوؤں کی مخالفت نے اس مسئلہ کو نہایت نازک اور مشکل الحل مسئلہ بنا دیا ہے۔ اور پھر ہندو مسلمانوں نے ملکر متحدہ اور مشترکہ مطالبہ برٹش گورنمنٹ سے کیا۔ تو برٹش گورنمنٹ کو اہل ہندوستان کا مطالبہ منظور کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا۔ اور ہندوستان کو ضروری طور سے لازماً ڈومی نین اسٹیٹس مل جائیگا کہ جس درجہ کے حصول کے لئے اہل ہند نہایت بیقرار اور متمنی ہیں۔

خدانخواستہ اگر ہندو مسلمانوں میں مفاہمت نہ ہوئی۔ اور لنڈن کی آزاد آب و ہوا میں بھی انہیں نفاق و شقاق اور پھوٹ پڑی رہی۔ تو پھر ہندوستان کی آئندہ ترقی اور عطیہ سیاسی حقوق کے لئے سائمن کمیشن اور گورنمنٹ آف انڈیا کی سفارشوں سے فائدہ اٹھا کر برطانیہ کی پارلیمنٹ ہندوستان کے مستقبل کے لئے خود ساختہ سیاسی راستہ مقرر کر دیگی۔ اگر ایسا ہوا۔ تو یہ بات اہل ہند کے لئے نہایت شرم اور انفعال کی ہو گی۔ برٹش سلطنت کے ارباب بست و کشاد نے نہایت اچھا موقعہ (گول میز کانفرنس) ان کو عطا کر دیا ہے۔ اب اگر اس سے بھی وہ فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ امید ہے۔ کہ لنڈن میں ہندوستانی مندوب ایسا مضحکہ خیز موقعہ نہ پیدا ہونے دینگے اور گول میز کانفرنس جس مقصد کے لئے منعقد کی گئی ہے۔ اس میں دیسی ریاستوں کے قایم مقام اور برطانوی ہند کے مندوب آپس میں اتحاد و نفاق سے کام کر کے قابل عمل خاکہ ڈومی نین اسٹیٹس کا پیش کر دینگے۔ کہ جن کے دلی اتحاد اور اتفاق کو دیکھکر برٹش پارلیمنٹ کو اہل ہند کا مطالبہ منظور کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا ٭

وزیر اعظم اور مجلس شوریٰ

سٹر رمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ گول میز کانفرنس کے اب صدر منتخب ہوئے۔ موصوف نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ کانفرنس کے کام میں مشورہ دینے کے لئے حسب ذیل سولہ اصحاب کی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ مہاراجہ الور۔ سٹر ونجوڈ بین وزیر ہند۔ مہاراجہ بیکانیر۔ سر ہیوبرٹ کار لفٹننٹ کرنل ہکسر۔ سر سموئیل ہور۔ سر اکبری حیدری۔ سر مرزا اسمٰعیل۔ مسٹر جیکار۔ مسٹر ایم۔ اے جناح سر بی این مترا۔ لارڈ ریڈنگ۔ سر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر سر نیواس شاستری۔ سر میاں محمد شفیع اور سردار اجل سنگھ۔ چنانچہ وزیر اعظم کی یہ تجویز منظور کر لی گئی۔ بعد ازاں کانفرنس کا اجلاس ختم ہوا۔ آئندہ اجلاس کی تاریخ ۱۷ نومبر مقرر کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برٹش اور ہندوستانی مدبرین اور دیسی فرمانرواؤں کے مشورہ سے جو تجویز ہو گی۔ وہ بہت مناسب اور معقول ہو گی ٭

حکومت ہند کی تجاویز و سفارشات

ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے متعلق حکومت کی تجاویز اور سفارشات ۱۴ نومبر کو کتابی شکل میں شائع ہو گئیں۔ اس کتاب کے ۲۰۸ صفحات ہیں۔ اور پچاس صفحات ضمیمہ جات کے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ (۱) حکومت ہند کا نظام فیڈرل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے نظام میں صوبجات اور ریاستیں مساوی حیثیت سے شریک ہونگی (۲) صوبجات کو کامل خود اختیاری حکومت دیدی جائے (۳) خرچ پر قابو اور انتظام اور قانون و انتظام کا صیغہ برٹش حکام کے ماتحت رہے (۴) گورنر جنرل کے اختیارات میں کوئی کمی نہ ہو۔ اس کو آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار رہے۔ (۵) صوبجات کی کونسلوں میں دو سو یا ۲۵۰ ممبر ہوا کریں۔ (۶) اسمبلی کے ۱۵۰ ممبروں میں سے پچاس ممبر مسلمان ہوں۔ ان کے علاوہ صوبہ سرحدی سے تین ممبر اور بلوچستان سے ایک ممبر لیا جائے۔ گویا مجموعی طور سے مسلمانوں کی تعداد ۱۵۰ میں سے ۵۳ یا ۵۴ ہو گی۔ (۷) صوبہ دہلی کی طرف سے دو ممبر ایک ہندو ایک مسلمان اسمبلی میں لیا جائے (۸) کونسلوں کی مدت عمر تین سال کی جگہ پانچ سال کر دی جائے (۹) پنجاب کی لیجس لیٹو کونسل میں ہندو اور سکھ ممبروں کی مجموعی تعداد سے بقدر دو نشستوں کے مسلمان ممبروں کی تعداد زیادہ ہو۔ (۱۰) بنگال اور پنجاب کے مسلمانوں کو گویا ۴۹ فی صدی نیابت کونسلوں میں دی جائے (۱۱) مسلمانوں کی جداگانہ نیابت قایم رکھی جائے۔ (۱۲) بعض صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت کو جو زائد نشستیں دی گئی ہیں۔ وہ برقرار رکھی جائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۳) سکھوں کو پنجاب کونسل میں سترہ یا اٹھارہ فیصدی سے زیادہ نشستیں نہیں دی جا سکتیں (۱۴) دوعملی موقوف کر دی جائے (۱۵) سرکاری حکام کی مجموعی طور سے کونسل میں کثرت نہ ہو۔ سرکاری ممبر بہت کم کر دیئے جائیں (۱۶) بعض صوبجات میں لیجس لیچر کے دو ہاؤس بنا دیئے جائیں۔ مدراس بمبئی۔ پنجاب اور سی۔ پی میں لیجس لیٹو کونسل کا صرف ایک ہاؤس ہو۔ البتہ بنگال یو۔پی۔ بہار۔ واڑلیسہ میں لیجس لیٹو کونسل کی دوسری چیمبر مقرر کی جائے۔ (۱۷) برہما کی ہندوستان سے علیحدگی منظور ہے۔ (۱۸) صوبہ سرحدی میں تیس یا چالیس ممبروں کی ایک کونسل قایم کی جائے گی۔ دوعملی جب ہر ایک صوبہ میں موقوف کی جائیگی۔ تو پھر سرحدی صوبہ میں اس کا تقرر فضول ہوگا۔ اس کونسل میں افسر صرف چھ یا آٹھ ممبر ہوں گے۔ اقلیتوں کے ممبر بلحاظ آبادی دوگنے ہوں گے۔ چیف کمشنر صوبہ سرحدی لفٹنٹ گورنر کہلائیگا۔ اور قبائل کے انتظام کی نگرانی کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل کہلائیگا۔ اس کے دو وزیر ہوں گے۔ ان میں سے ایک وزیر سرکاری افسر ہوا کرے گا۔ یہ نہایت مختصر سا طلاصہ حکومت ہند کی سفارشات کا درج کر دیا گیا ہے۔ سندھ اور صوبہ بلوچستان کے متعلق کوئی رائے نہیں دی گئی۔ البتہ صوبہ سندھ کی بابت اتنا لکھ دیا۔ کہ اس کے مستقبل کو انتظامی اور مالی قابلیت کی تحقیق پر منحصر رکھا جاتا ہے۔

معقول شکایت

میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ ان خریداران فاروق کی توجہ کیلئے لکھ چکا ہوں۔ جنہوں نے بار بار وی پی واپس کئے کہ اب واپس نہ کریں۔ مگر افسوس سے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ پھر بھی ان واپس کنندگان نے اپنی عادت کے مطابق وی پی واپس کر دیئے چونتیس تیس اور چار چار بلکہ بعض کو آٹھ آٹھ دفعہ وی پی گئے تھے۔ اس لئے میں آئندہ ان سب کے اسماء اخبار میں شائع کر کے ان کو توجہ دلاؤں گا۔ (مینیجر فاروق)

دہقان سے دو دو باتیں

ارے دہقان خیال آیا کبھی یہ بھی تیرے من میں
نہیں معلوم گر تجھ کو تو میں کچھ تم کو سمجھا دوں
تیری کم مائیگی نے تجھ کو کر رکھا تھا دیوانہ
تیری ساری کمائی بہر ساہوکار ہوتی تھی
بٹھا رکھا تھا سکہ تجھ پہ اپنا ساہوکاروں نے
مقدمے رات دن رہتے تھے تیرے قرضخواہوں سے
گراکرتی تھی بجلی قرقیوں کی تیرے خرمن پر
رلاتا ہے مجھے منظر تیرے دور جہالت کا
یوں لوٹا سود خواروں نے ہمیشہ تیری دولت کو
دماغ اتنے تھے بقالوں کے اور ان ساہوکاروں کے
جو تو نے کچھ کہا تو کہدیا اب مٹ نہیں سکتا
جو قسمت سے ادا کی تو نے رسم طعانہ آبادی
کیا سامان شادی کا فراہم قرض یوں لے کر
پس شادی تقاضا وہ کیا بقال نے آکر
غرض اس طرح سے دنیا میں تیرے دن گذرتے تھے
ضرورت اب نہیں کچھ تجھ کو بنیوں پاس جانے کی
نہ اب جھگڑا تیرے پیچھے رہا کوئی عدالت کا
ہر اک موضع میں جاری شاخ ہے کوآپریٹو کی
رقم جو لائے تھوڑی تھوڑی قسطوں سے ادا کر دے
سنی دہقان نے جس وقت اتنی گفتگو میری
بہت ممنوں ہوں دل سے میں ہر کوآپریٹو کا
جناب کیلورٹ اور ڈارلنگ صاحب کی کوشش سے
انہوں نے ہی کفایت کے طریقے ہم کو سکھلائے
غریبوں بیکسوں کے ہاتھ میں آنے لگی دولت
ہوئے ہندو مسلماں سکھ بہم امداد باہم میں

ہیں کتنے فائدے تیرے لئے کوآپریشن میں
سنا کر داستاں تیری میں تیرا قلب گرما دوں
نہ تیرے ہاتھ میں آتا تھا خرمن سے کوئی دانہ
خریف ہو یا ربیع تیرے لئے بیکار ہوتی تھی
غلام اپنا بنا رکھا تھا تجھ کو سود خواروں نے
تیری دولت سے دکلا اپنے دونو ہاتھ رنگتے تھے
ہمیشہ قرضخواہوں کا تھا مجمع تیرے مسکن پر
تھی بہیاں ساہوکاروں کی نوشتہ تیری قسمت کا
بہی پر لکھدیئے دو سو دیئے گر سو روپے تجھ کو
جو تو دیتا تھا دو سو تو بہی پر سو ہی لکھتے تھے
بہی پر سو لکھے ہیں کھاتے میں دو سو جمع ہوگا
تو بربادی ہوئی تیری ہوئی بقال کی شادی!
کہ اپنے ہمنشینوں کی نظر میں میں نہیں کمتر
زمینیں رہن کر لیں لے گیا سب کھول کر ڈنگر
تیرے حال زبوں کو دیکھکر بنئے ابھرتے تھے
ضرورت اب نہیں کچھ تجھ کو اس کے ناز اٹھانے کی
نہ اب ہے خوف تجھ کو کوئی بنیوں کی حکومت کا
وہاں سے جا کے تو لے لے رقم درکار ہو جتنی
نہ گر اس فصل میں کچھ ہو تو اگلی فصل میں دیدے
کہا اس نے یہی حالت تھی بانیناک ہو بہو میری
اتارا سب نے مل کر بوجھ میرے دوش اور سر کا
ہزاروں ہی نہیں لاکھوں بنے بگڑے ہوئے مجھ سے
نہ ہم سے ہو سکے جب آپ ہی خود کر کے دکھلائے
ہوئی پنجاب میں یہ باہمی امداد کی برکت
مٹے سب تفرقے کوئی نہیں اب تفرقہ ہم میں

مبارک ہو یہ اس تحریک کا ہی جنش اسعد ہے
منائیں کیوں نہ شرقی اہل مجلس کوآپریٹو ڈے (معاون)

اخبار معاون گوجرانوالہ سے زیر ادارت چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ہر جمعہ کو نکلنا شروع ہوا ہے۔ اخبار کے مضامین مفید عام خصوصاً زمیندار طبقہ کی بہبودی پر مبنی ہوتے ہیں۔ لیکن کتابت کی اس قدر غلطیاں ہیں۔ کہ کوئی کالم صحیح نہیں لکھا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحت کا لحاظ بالکل نہیں کیا جاتا۔ نظم مندرجہ بالا اسی اخبار سے نقل کی گئی ہے۔ جو ادبی اور شاعری لحاظ سے تو ناقابل اشاعت تھی۔ مگر مضمون مفید عام تھا۔ غلطی ہے۔ مفصل ریویو پھر۔

سالانہ چندہ ۸ روپیہ ہے۔ نمونہ مفت منگا لیا جائے۔

اخبار فاروق قادیان دارالامان نمبر ۲۸ جلد ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مولانا مولوی محمد یامین صاحب داتوی سے ایک سوال

مولوی صاحب یہ کیا توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

مولوی محمد یامین صاحب کو جن دنوں مسیح موعود علیہ السلام سے سچی محبت تھی۔ ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔ آج کل انہوں نے اپنا اعتقاد دربارہ نبوت مسیح موعود بدل کر اپنے ایمان کو بھی خراب کر دیا۔

کہتے ہیں۔ کہ کوئی نبی امتِ محمدیہ میں ایسا نہیں آسکتا۔ جس کی نبوت نفس نبوت کے لحاظ سے پہلے نبیوں کی طرح ہو۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود علی نبینا علیہ السلام کی نبوت کو محض ولایت اور محدثیت کے مترادف سمجھتے ہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علی نبینا علیہ السلام حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس اُمّت میں آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے۔ ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"

ضد اور تعصب کا شیطان جس نے کہ مولوی محمد یامین صاحب کو معہ اپنے امیر کے مخبوط الحواس بنا کر ان کے عقل کو بھی پریشان کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حوالہ سے بخوبی ثابت ہوا۔ کہ آپ کی نبوت دیگر اولیاء امت والی نہیں۔ یعنی تیرہ سو سال میں صرف ایک ہی امتی نبی ہوا۔

پھر ذرا تعصب کی عینک کو گرد و غبار سے صاف کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا حوالہ سن لیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اوائل میں میرا اعتقاد تھا۔ کہ مسیح ابن مریم سے مجھے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ (انکار نبوت) پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا"

(ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

اب میرا مولوی محمد یامین صاحب سے سوال ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا عقیدہ جیسا کہ آپ آج کل ظاہر کرتے ہیں درست ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں آپ کے "امیر ایدہ اللہ" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں نبی اللہ رسول اللہ۔ پیغمبر آخر الزمان کے الفاظ کیوں استعمال کئے۔ اور کیوں آپ کے امیر ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کذب و بہتان کی جرأت کی۔ تو آج ایسے بددیانت اور مفتری کی تحریروں کا کیا اعتبار۔ مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر پیام نے اپنی جان پر بہت ہی ظلم کیا۔ کہ دیدہ و دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کر کے اپنے پر حسن ظن رکھنے والوں کو غلط طریق پر چلا کر ڈبو دیا۔ یہ سب کچھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مخالفت اور عداوت کا خطرناک خمیازہ ہے۔ افسوس کہ ان کی حالت بگڑ کر کہاں سے کہاں تک چلی گئی۔ ایک وقت تھا۔ کہ ان کو حضرت مسیح موعود علی نبینا علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت سے سچی محبت تھی۔ آج یہ وقت دیکھنے میں آیا۔ کہ ان کو حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے اہل بیت سے ایسی دشمنی ہو گئی ہے۔ جیسی کہ یزیدیوں کو امام حسین علیہ السلام سے تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے حق میں قبل از وقت فرمایا ہے:۔

قدرت حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے
یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نقار

دھو دیئے دل سے وہ سارے محبتوں کے رنگ
پھول بنکر ایک مدت تک رہے آخر کو خار

جس قدر نقد و تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام
آہ کیا یہ دل میں گذرا ہوں میں اس سے دلفگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو جا بجا حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے دعا بھی کی ہے۔ کیا خداوند تعالےٰ اپنے پیارے بندے کی دعا رد کر دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ (جناب مولوی صاحب) ایمان بھی کوئی چیز ہے۔ اب اپنے ایمان کو کیوں خراب کرتے ہو۔ بہتر ہوتا۔ کہ آپ خداوند پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر حضرت خلیفۃ المسیح کے خدام میں شامل ہو جاتے

حضور مسیح موعود علی نبینا علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے پھر جب اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ گئی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا۔ جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالےٰ کے فضل و رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے"

(ملاحظہ ہو تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۲)

پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ اور مخالفوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی۔ تب خدا تعالےٰ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا۔ کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دیکھایا گیا۔ تب میں نے سبز رنگ کے اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی۔ اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے۔ کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا"

جناب مولوی صاحب آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ سبز اشتہار میں جس لڑکے کی پیشگوئی کی تھی۔ وہ پسر موعود ہے۔ حضرت مسیح موعود کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہی پسر موعود اور مصلح موعود ہیں۔ پسر موعود کی ایک یہ علامت بھی ہے۔ کہ وہ خلیفہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو سبز اشتہار کا حاشیہ ص۱۵ و ۱۶ و ۱۷ "اور بنی اسرائیل کی کتابوں میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں۔ کہ جب مسیح نازل ہوگا۔ تو اس کا بیٹا اس کا خلیفہ ہوگا"

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق موجود ہے۔ کہ یتزوج ویولد حضرت مسیح موعود نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ مسیح موعود کی اولاد بھی ہوگی۔ پھر حضرت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ:-

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا۔ تو اُن کا خلیفہ انہی کا لڑکا ہوگا۔

امید ہے۔ کہ جناب مولوی محمد یامین صاحب دانوی اپنے گناہوں سے معافی مانگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خدام میں شامل ہو جائیں گے۔

اُن کے پھر ملنے کی امید ہو کیوں کر ہم کو
بن گئے جو کہ ہوں بیگانہ شناسا ہو کر
وحی و الہام سے ہو کر جو مشرف آیا
کیوں نبوت نہ ملے اس کو مسیحا ہو کر

یتزوج یولد کی بشارت آخر

ہو کے پوری رہی محمود سا بیٹا ہو کر
نعمت اللہ ولی نے جو کہا تھا پہلے
وہی موعود بنا پسر مسیحا ہو کر
طالب امن بنو چھوڑ دو فتنہ و فساد
ہاتھ کیا آئے گا بے فائدہ رسوا ہو کر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خادم:-
راجہ غلام محمد خاں احمدی جاگیردار بمقام چک ایمرچ ڈاک خانہ یاڑی پورہ۔ ضلع سرینگر کشمیر)

خالصہ مشن

جنم ساکھی پر سرسری نظر

(۲)

ہم پہلے ۲۱ر اکتوبر کے پرچہ میں ثابت کر آئے ہیں۔ کہ جنم ساکھی بالا محفوظ نہیں رہی۔ کیونکہ اسمیں سکھوں نے بابا نانک صاحب کے مسلمان ہونے پر پردہ ڈالنے کیلئے بہت تغیر و تبدل کیا ہے۔ جس کے ثبوت میں میں نے کئی حوالہ جات پیش کئے تھے۔ کہ کس طرح سکھوں نے جنم ساکھی کا تغیر و تبدل اور کانٹ چھانٹ کر کے ایک نئی جنم ساکھی بنا کر بھائی بالا کی طرف منسوب کر دی۔

موجودہ جنم ساکھی محفوظ نہیں

جنم ساکھی پورا تن جس کو سکھوں نے ولایت کی لائبریری سے لاکر حافظ آباد والی جنم ساکھی اور مسٹر میکالف صاحب اور لاہور سنگھ سبھا کی جنم ساکھیوں سے مقابلہ کر کے شائع کیا ہے۔ اُس کے ص۱۸ میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب معرفت الٰہی میں اس قدر محو ہوئے۔ کہ آپ نے تین مہینہ تک کھانا بھی نہ کھایا۔ تو لوگوں کے کہنے پر گورو جی کے باپ نے حکیم کو بلایا۔ اور جب حکیم گورو صاحب کے سامنے آیا تو باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا

وئیدا وئید سو وئید تو پہلا روگ پچھان
ایسا دارو لوڑیئے جت و نج روگ کھان

یہ شلوک جو اوپر لکھا گیا ہے۔ یہ باوا صاحب کا نہیں۔ بلکہ دوسری بادشاہی سری گورو انگد داس صاحب کا ہے۔ جو انہوں نے باوا صاحب کے بعد اچارن یعنی تصنیف کیا۔ تو کیا سکھ بھائی بتا سکتے ہیں۔ کہ جب اس شلوک کا وجود ہی نہ تھا۔ تو باوا صاحب نے کہاں سے پڑھا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس جنم ساکھی کا مصنف جاہل مطلق ہے۔ اس کو یہ بھی پتہ نہ تھا۔ کہ آیا یہ شلوک باوا صاحب کا ہے۔ یا آپ کے جانشین گورو انگد کا۔

دوسری شہادت

اسی جنم ساکھی کے ص۳۵ میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے مردانہ سے کہا۔ کہ مردانہ رباب بجاؤ۔ تب مردانہ نے رباب بجایا۔ اور گورو جی نے راگ گوڑی دیپکی محلہ اشبد پڑھا۔

گوڑی گواٹر میری محلہ ۴

ماتا پریت کرے پُت کھائے۔ بینے پریت بھئی جل نائے
ست گور پریت گور سکھ مکھ پائے۔ اتے ہر جن ہر ملیو ہم پیارے
جن ملیا دُکھ جاہے ہمارے۔ جیوں بچھڑے گئو پریت لگاوے
کامن پریت جا پر گھر آوے۔ ہر جن پریت جا ہر جس گاوے
۲۔ سارنگ پریت لیے جل ہارا۔ نر پریت پریت مائیا دیکھ پیارا
۳۔ نہ پرانی پریت مائیا دھن کاٹے۔ گور سکھ پریت گورو ملے گھلاٹے
جن نانک پریت سادھ پگ چاٹے

یہ شبد جو اوپر میں نے لکھے ہیں۔ یہ چوتھے گورو رامداس صاحب جو تقریباً باوا صاحب کے ڈیڑھ سو سال بعد ہوئے ہیں۔ ان کے ہیں۔ اور جو اوپر حوالہ گوڑی دیپکی محلہ الکھا ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ شبد محلہ ۴ کے اور گوڑی گواٹیری کے ہیں۔ اور ان کا وجود حضرت باوا صاحب کے وقت میں بالکل نہ تھا۔ یہ جنم ساکھی کے مصنف نے بالکل جھوٹ لکھا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جنم ساکھی کا مصنف اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ شلوک جس کو گورو رامداس صاحب نے جو کہ باوا صاحب بہت بعد ہوئے ہیں۔ کہے تھے۔ مصنف جنم ساکھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اس کو باوا صاحب کی طرف منسوب کر کے غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام نہیں لیا۔ تو اور کیا ہے؟

تیسرا ثبوت

اسی مصنف جنم ساکھی نے صـ۷۲ میں لکھا ہے۔ کہ فرید کے پوچھنے پر گورو جی نے جواب دیا۔

سجن سچ پرکھ مکھ لاونا ں تھوتھرا
من منجھا ہو لکھ ندھ دُور نہ سوپری

حالانکہ یہ شبد باوا صاحب کے پانچویں جانشین گورو ارجن صاحب کے ہیں۔ مصنف جنم ساکھی اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ان کو باوا صاحب کی طرف منسوب کر رہا ہے۔

چوتھا ثبوت

جنم ساکھی صـ۶۲ میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک جی نے شلوک پڑھا۔

مارو محلہ ۵ گھر ۲

ڈرپے دھرت اکاس نکھترا سہ اوپر امر قرارا
یون پانی بینتر ڈرپے اندر بچارا

۱ نربھو بات سوکھیا وسدا سہیلا جو گور ملی گائے گوئی
وناؤ دیہہ دھارا ور دیوا ڈرپے سدھ صادق ڈرئیا

لکھ چوراسی مر مر جنمیں پھر پھر جونی جوئیا

۲ راجس سا تامس ڈرپے کیتے روپ اُپائیا
چھل بپری ایہہ تولا ڈرپے ات ڈرپے دھرم رائیا

۳ سگل سمگری ڈرے بیاپی بن ڈر کرنے ہارا
کہو نانک بھگتن کا سنگی بھگت سہے دربارا

پیارے ناظرین یہ شلوک جو اوپر میں نے لکھے ہیں۔ یہ حضرت باوا صاحب کے نہیں۔ بلکہ محلہ ۵ کے ہیں یعنی ان شلوکوں کو گورو ارجن صاحب نے .. .. باوا صاحب کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد تصنیف کیا ہے۔ لیکن جنم ساکھی کا مصنف ان شلوکوں کو باوا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ یہ شلوک بابا صاحب نے پڑھے تھے۔ کوئی اس عقل کے اندھے سے پوچھے۔ کہ یہ شلوک تو بنے ہی بعد میں ہیں۔ باوا صاحب نے کس طرح پڑھے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جنم ساکھی کا مصنف ساکھی بنانے کے لئے جو کچھ منہ میں آتا ہے۔ کہتا چلا جاتا ہے۔

پانچویں شہادت

جنم ساکھی صـ۹۲ میں لکھا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب نے یہ شلوک پڑھا۔

سدا سدا سو سیویئے جو سب میں رہیا سمائے
اور دوجا کیوں سیویئے جمے تے مر جائے

ناظرین یہاں پر بھی مصنف جنم ساکھی مغالطہ دیتا ہے۔ کہ باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا حالانکہ یہ شلوک باوا صاحب کے بعد تیسرے جانشین شری گورو امر داس صاحب کے ہیں۔ باوا صاحب کے وقت ان شلوکوں کا وجود ہی بالکل نہ تھا نہ معلوم جنم ساکھی کے مصنف کو اس سے کیا فائدہ ہے۔ یا شاید اس نے اس قدر غلط حوالہ دیکر اپنی بے علمی کا ثبوت دیا ہے۔

چھٹی شہادت

جنم ساکھی صـ۹۴ میں لکھا ہے کہ حضرت باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا۔ شلوک محلہ ۱

جے سو چندا اُگیئے سورج چڑھن ہزار
ایتے چانن ہوندیاں گور بن گھور اندھار

مصنف جنم ساکھی اس کو محلہ ابتلاتا ہے حالانکہ یہ شلوک محلہ ۲ کے ہیں۔ یعنی گورو انگد صاحب کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور باوا صاحب کے وقت بالکل نہیں تھے۔ اور پانچویں گورو ارجن صاحب نے اس شلوک کو آساکی وار میں درج کیا۔ اور مصنف جنم ساکھی اس کو باوا نانک صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اس کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ یہ شلوک حضرت باوا صاحب کے وقت میں نہیں تھے۔

ساتویں شہادت

جنم ساکھی صـ۹۶ میں لکھا ہے کہ گورو جی نے راگ گوڑی میں شبد گایا۔ محلہ ۱

کر حلے من پردیسیا کیوں ملئے ہرمائے۔ گور بھاگ پورے پائیے گل ملیا پیارا آئے۔ ۱۔ من کر ہلا ست گور پورکھ دھیائے۔ ۱ رہاؤ من کر ہلا وی بچاریا ہر رام نام دھیائے جتے لیکھا منگیئے ہر آپ لئے چھڈائے (۲) من کر ہلا آتِ نر ملامل لاگی ہوئیے آئے۔ پرتخ پرگھر نال پیارا وچھڑ چوٹاں کھائے (۳) من کر ہلا میرے پرتماں ہردے بھال بھلائے۔ اُپائے کیتے نہ لبھی گوردے ہر دکھائے۔ وغیرہ وغیرہ ؛

یہ شلوک پادشاہی چوتھی گورو رام داس صاحب کے ہیں۔ مصنف ان کو باوا صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اوپر بطور حوالہ محلہ ۱ لکھتا ہے۔ حالانکہ یہ شلوک محلہ ۴ کے ہیں۔ اور یہ شلوک باوا صاحب کے وقت میں نہیں۔ تو کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ جب یہ شلوک ہی باوا صاحب کے وقت میں نہیں تھے۔ تو مصنف جنم ساکھی نے کہاں سے نقل کئے ؛

آٹھویں شہادت

جنم ساکھی صـ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب نے شبد گائیا۔ تلنگ محلہ ۴

ہر کیا کتھا کہانیاں گور میت سنائیا۔ بلہاری گور اپنے گور کو بل جائیا (۱) آئے مل گور سکھ آئے مل تو میرے گور کے پیارے۔ رہاؤ۔ ہر کے گن ہر بھاؤ دے سے گورتے پائے۔ جن گور کا بھانہ منیاں تن گھم گھم جائے (۲) جن ست گور پیارا دیکھیا تن کو ہوں واری۔ جن گور کی کیتی چاکری تن سد بلہاری (۳) ہر ہر تیرا نام ہے دُکھ میٹن ہارا۔ گور سیوا تے پائیئے گور مکھ نستارا۔ وغیرہ وغیرہ شلوک لمبا ہے۔

یہ شلوک بھی چوتھی پادشاہی گورو رام داس صاحب کے ہیں۔ جو گورو نانک صاحب کے بہت بعد میں بنے۔ لیکن جنم ساکھی کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ باوا صاحب نے پڑھے تھے۔ حالانکہ جب یہ شبد تو باوا صاحب کے وقت تھے ہی نہیں۔ تو پھر انہوں نے کہاں سے پڑھے۔ خدا ایسی جنم ساکھیوں سے بچائے

نویں شہادت

جنم ساکھی صـ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب نے یہ شلوک پڑھا۔

سورٹھ محلہ ۱

گئی بھوڑ بندی چھوڑ نر نکار دکھدار ی۔ کرم نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاناں دھرم نہ جاناں لوبھی مایا دھاری ۔ نام پریو بھگت گوبند کا ۔ اکھو بیچ تمہاری (۱) ہر جیو نمانیاں تو مان ۔ نیچی جیاں چیز کرے میرا گوبند تیری قدرت کو قربان ۔ راہو ۔ جیسا باک بھائے سو بھائی لکھا پر ادھ کماوے ۔ کرا پدیش جھڑکے بھو بھاتی بھوڑ پتا گل لاوے ۔ پچھلے آوگن بخش لئے پربھ آگے مارگ پاوے ۔

ناظرین جو شلوک میں نے اوپر لکھے ہیں ۔ یہ جنم ساکھی کا مصنف باوا صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے ۔ حالانکہ یہ شبد پانچویں گورو ارجن صاحب نے بنائے ہیں ۔ اور جو باوا صاحب کے وقت میں بالکل نہ تھے ۔ جنم ساکھی کے مصنف کو اتنا بھی پتہ نہیں ۔ کہ یہ شلوک کس کے ہیں ۔ اور میں کس کی طرف منسوب کر رہا ہوں ؛

دسویں شہادت

جنم ساکھی پورانتن صہ ۱۱۳ میں لکھا ہے ۔ کہ مردانہ نے رباب بجایا ۔ اور گورو صاحب نے شبد پڑھا ۔ راگ مارو محلہ ۱ ۔ مارو محلہ ۵ ؛

اللہ اگم خدائی بندے جھوٹ خیال دنیا کے دھندے ہوئے پچے خاک فقیر مسافر ایہہ درویش قبول درا (۱) سچ نماز یقین مصلا منا مار نوارے آسا ۔ دیہہ مسیت من مولانا کلمہ خدائی پاک کھرا شرا شریعت لے کماوہ طریقت ترک کھوج ٹلاوا ۔ معرفت من مارو ۔ ابدالایل حقیقت جت پھر نہ مارا (۳) قرآن کتیب دل مدینہ کمائی دس عورت راکھو بدراہی ۔ پنج مرد صدق سے باندھو فیر صبوری قبول درا ۔

ناظرین یہ جو اوپر حوالہ محلہ ۱ کا دیا ہے ۔ یہ بھی بالکل غلط ہے ۔ یہ شلوک محلہ ۵ کے ہیں ۔ اور یہ شبد باوا صاحب کے ڈیڑھ سو سال کے بعد گورو ارجن صاحب نے بنائے ہیں ۔ لیکن جنم ساکھی کا مصنف ان کو باوا صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے ۔ خدا جانے اس کی عقل کو کیا ہو گیا ۔ یا دیدہ و دانستہ مغالطہ دینا چاہتا ہے ۔

اس قدر حوالہ جات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ۔ کہ جنم ساکھی میں سکھ صاحبان نے کس قدر تغیر و تبدل کیا ہے ۔ چنانچہ آئندہ نمبر میں اپنے بیان کی تائید میں اور کئی حوالہ پیش کرتے ہوئے بتائیں گے ۔ کہ کس طرح سکھوں نے جنم ساکھی کو تغیر و تبدل ہی نہیں کیا ۔ بلکہ بالکل اصلی جنم ساکھی کو مٹا کر خود آپ اس کی جگہ دوسری بنالی ؛

(واحد حسین (سابق گیانی شیر سنگھ) ایڈیٹر)

گول میز کانفرنس اور ہندوانہ ذہنیت

کوئی عقلمند اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کے چودہ مطالبات نہایت ہی معقول اور مبنی بر صداقت ہیں ۔ ان میں کسی کے حقوق کو غصب کرنیکی کوشش نہیں کی گئی ۔ بلکہ اپنے جائز حقوق طلب کئے گئے ہیں ۔ لیکن ہندوانہ ذہنیت ملاحظہ ہو ۔ کہ عین میدان کارزار میں جب کہ وہ یہ محسوس بھی کر رہے ہیں ۔ کہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق نہ دینے سے نہ صرف کروڑوں مسلمان ہی ہمیں پرلے درجے کا ظالم قرار دینگے ۔ بلکہ اپنے حریف کے سامنے بھی ہمیں رسوائی ہوگی ۔ مگر وہ اپنی ہٹ صند ۔ تعصب (اور کیا کیا میں کہوں) پر اڑے ہوئے ہیں ۔ اور یہ ظالم ابھی سے جبکہ ان کے پاس حکومت نہیں آئی ۔ زبانی طور پر آئندہ کی امید پر ہی کوئی تصفیہ کرنے کو تیار نہیں ۔ اور نہ کسی کے حقوق تسلیم کرنے کو تیار ہیں ۔ تو جب ان کی حکومت خدانہ کرے ہندوستان پر اگر ہو گئی ۔ تو کس طرح ممکن ہے ۔ کہ یہ کسی کے جائز حقوق اسے دیں ۔ گول میز کانفرنس نے ہندوانہ ذہنیت کو بہت حد تک بے نقاب کر دیا ہے ۔ اور قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر ٹھیک طور پر ان کی ذہنیت پر چسپاں ہو رہی ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے لوگوں کے متعلق چشمہ معرفت میں کیسی جامع عبارت ان کی شان کے موزوں و مناسب تحریر فرمائی حضور فرماتے ہیں ۔

"کیا یہی لوگ ہیں جو آئے دن صلح صلح کرتے ہیں ۔ ہر ایک شخص جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے ۔ اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ غیرت رکھتا ہے اس کو خوب یاد رہے ۔ کہ یہ لوگ سانپوں سے بدتر ہیں" "اصل بات یہ ہے ۔ کہ یوں تو یہ دید وید کرتے ہیں ۔ مگر سچی پاکیزگی اور روحانیت اور خدا ترسی ان کے دلوں سے اٹھ گئی ہے ۔ اور اخلاق فاضلہ کا عوض کینہ اور شرارت اور بغض اور بداندیشی اور دل آزاری نے جگہ لے لی ہے ۔"

یہ وہ الفاظ ہیں ۔ جو ۱۹۰۷ء میں خدا کے برگزیدہ کے منہ سے نکلے ۔ مگر لوگوں نے توجہ نہ کی ۔ اور انہوں نے سمجھا ۔ کہ ہندوان کا ساتھ دینگے ۔ مگر آخر زمانہ نے مخفی باتوں کو ظاہر کیا ۔ اور ان بڑے بڑے لیڈروں کو بھی معلوم ہو گیا ۔ جو گاندھی کو بہت بڑا درجہ دیتے تھے ۔ کہ درحقیقت سب دھوکہ کی ٹٹی ہے ۔ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق کسی بھلائی کا خیال تک آنا بھی ناممکن اور محال ہے ہندوؤں سے یہ امید رکھنا کہ اپنی شرافت کی بناء پر اپنے ہمسائیوں کے حقوق غصب نہیں کرینگے ۔ بہت بھاری غلطی ہے ۔ وہ مسلمانوں کی طرف اسی وقت توجہ کرینگے ۔ جبکہ ان میں یہ خیال پیدا کر دیا جائے کہ مسلمان بے جان چیز ہیں ۔ کہ جدھر وہ انہیں پھینکیں انہی کوئی عذر نہ ہوگا ۔ بلکہ یہ کہ مسلمان زندہ اور ذی ارادہ ہیں ۔ اور حقیقی زندگی یہی ہے ۔ کہ خدا کے مسیح کے ہاتھ پر تمام مسلمان جمع ہوں ۔ پھر ہندو تو درکنار دنیا کی کوئی طاقت بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکیگی ۔ کاش مسلمان غور کریں ۔ اور اپنی مرض کے علاج کی طرف متوجہ ہوں ۔ والسلام ؛

(خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل)

مشین گن

آریہ سماج کا دعویٰ ہے ۔ کہ چار وید خدا تعالےٰ کی طرف سے ابتداء دنیا میں چار ایسے انسانوں کو دیئے جاتے ہیں ۔ جن کے گذشتہ اعمال وید کا الہام پانے کے لائق ہوں ۔ اس خلاف عقل و دانش دعویٰ کے تردید جو فیصلہ کن ہے ۔ اور اس کے

... جواب سے عاجز ہیں مشین گن میں کی گئی ہے ۔ ۵ ... رسالہ دیدیت ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسانہ

ان نینوں نے کیا کیا دیکھا

(خاص فاروق کیلئے)

(۱)

کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ میں قالبِ انسانی میں مصائب اور آلام رنج و محن کا تختۂ مشق بننے کے لئے دنیا میں رونما ہوئی۔ شومئے قسمت سے میرا شوہر نہایت بدخلق۔ بدمزاج اور سفلہ پرور واقع ہوا تھا۔ لیکن چونکہ مذہب کے قیود و سلاسل اغلال و اطواق مجھے تاحیات اس کے دامن سے وابستگی پر مجبور کرتے تھے۔ میں نے بلا حیل و حجت راضی بقضاء ہونے میں ہی سعادت دارین سمجھی۔

والدین کی نوازشات پیہم سے میں تحصیل علم سے محروم رہی۔ جس کا احساس میرے لئے باعثِ صد کرب و اضطراب رہا۔ میں جب اپنی معدودے چند تعلیمیافتہ سہیلیوں پر بصد حسرت و یاس نظر ڈالتی۔ تو میرا دل بیٹھ جاتا۔ میں نے دیکھا۔ وہ صرف علم ہی کے بل بوتے پر شوہروں سے ایسے حقوق منوا تیں۔ جن سے میں ہمیشہ محروم و بے نصیب رہی۔

باوجودیکہ میں شوہر کی ادنیٰ ترین خدمات کی سرانجام دہی بھی باعثِ صد فخر و مباہات تصور کرتی۔ ان کی خوشنودیٔ مزاج کے لئے ہر قسم کے آلام و مصائب کے برداشت کرنے پر آمادہ رہتی۔ مگر ان کے تیور کبھی درست نہ ہوئے۔ وہ میری ان خدمات کا صلہ ننگ انسانیت سلوک سے دیتے۔

نامعلوم وہ مجھ سے کس امر کے خواہاں تھے۔ میں صاحبِ اولاد تھی۔ میں نے اونچی جاتی میں جنم لیا تھا۔ میں ان کے لئے اپنے ہمراہ بے اندازہ مال و دولت۔ زیور و زر لائی تھی۔ میں شکل و صورت میں کسی سے کم نہ تھی۔ بایں ہمہ وہ میری طرف متوجہ ہونا باعثِ صد ہزار ذلت و رسوائی تصور کرتے۔

میرے لئے گئوماتا کی تکریم و تعظیم قابل رشک تھی۔ میرا طرز بود و باش کیفیت و کیفیتِ غذا مسکن و ماویٰ غرضکہ ہر شے میرے اس عقیدہ کی مؤید تھی۔ "تناسخ یا اواگون" کے الفاظ مسموعہ کی کہنہ تک رسائی کے لئے میں ہر آن کوشاں رہتی۔ تا ان اشکال و اجسام کی تحصیل کے لئے رسائل و روابط سے کام لوں۔ لیکن امور شرعیہ سے جہالت و لاعلمی ہمیشہ سدِ راہ رہی۔

اواخر عمر میں جبکہ ان کا شرمناک سلوک صدا عتدال سے متجاوز ہونا شروع ہوا۔ اور مجھ میں تحمل و برداشت کی سکت نہ رہی۔ بارے میری تفتیش و تمحیص سود مند ہوئی۔ میں نے ایک برہمن کو کہتے سنا۔ "برہمن کے قتل کی سزا اونٹ۔ گائے بکری اور گھوڑے کی جون میں انتقال ہے"۔ گائے کے لفظ پر میری توجہ مرتکز ہو گئی۔ میں نے کسی برہمن کے قتل کی ٹھانی۔ جب اور نہ ملا۔ تو اسی کو وسیلہ نجات بنانا چاہا۔ جس میں بالآخر کامیاب ہو گئی۔

ایک شام میں نے دیکھا۔ وہ جلے بھنے باہر سے آئے۔ جس سے میں کانپ اٹھی۔ نند کی باتوں نے آگ پر تیل کا کام کیا۔ نامعلوم کیوں؟ لیکن اتنا مجھے یاد ہے۔ کہ وہ چھڑی لئے میری طرف بڑھے اور زدوکوب سے مجھے نیم بسمل کر دیا۔ چند ایام کے بعد میری روح انہیں "خبر باد" کہہ گئی۔

(۲)

اب میں گائے کے قالب میں نمودار ہوئی۔ جسے میں نے اپنے لئے "فال نیک" سمجھا۔ مجھے اندیشہ تھا۔ کہ مبادا گائے کی بجائے اونٹ یا گھوڑے کی جون میں منتقل ہو جاؤں۔ لیکن ایشور کی کرپا نے میری رہنمائی کی۔ اور گوہر مقصود تک رسائی ہوئی۔

کچھ عرصہ کے بعد جب کہ میں نے عہد شباب میں قدم رکھا۔ اس امر سے بیحد انتہا متاسف ہوئی۔ کہ یہ قالب بھی میرے لئے منحس ثابت ہوا۔ میں "ماتا" کی خاطر ہر طرح کی تکلیف برداشت کرتی۔ اس کے اہل و عیال کی پرورش کا وسیلہ بنتی۔ اس لئے مجھے بھی حق حاصل تھا۔ کہ اس سے شریفانہ برتاؤ کی توقع رکھتی۔ لیکن یہ امر امید موہوم ہو کر رہ گیا۔ میری خاطر مدارات ہوتی۔ لیکن اس وقت تک جب تک کہ میں ان کے لئے دودھ مہیا کرتی۔ بعد ازاں مجھے درخور اعتنا نہ سمجھا جاتا۔ مجھ پر لاتعداد لاٹھیاں برسائی جاتیں۔ میرے ساتھ ہر قسم کا ظلم و جور روا رکھا جاتا۔ صرف اسی گناہ میں کہ میں کچھ عرصہ ان کے لئے دودھ مہیا نہ کر سکتی۔

میں اکثر متحیر ہوتی۔ کہ یہ لوگ مجھے "ماتا" تصور کرتے ہوئے میرے ساتھ یہ سلوک روا رکھتے ہیں۔ تو بقیہ حیوانات سے کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔

ایک صبح جب کہ میں بھوک سے سخت مضمحل ہو رہی تھی ایک بچہ نے ایک عدد لاٹھی رسید کی۔ جس کی میں تاب نہ لا سکی۔ میں نے غیظ و غضب کی حالت میں اسے سینگوں پر اٹھا لیا۔ بس پھر کیا تھا۔ غضب ہی تو ہو گیا۔ سارے خاندان میں نالہ و زاری گریہ و بکا کا بحر بیکراں متلاطم ہو گیا۔ کچھ نوجوان میری گوشمالی پر مامور ہوئے۔ جنہوں نے پوری مستعدی سے خدمات سرانجام دیں۔ لیکن میری ناگفتہ بہ حالت کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ احتجاجاً میں نے مقاطعہ جوعی (ہنگر سٹرائیک) کا تہیہ کر لیا۔

لیکن میری حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کی طرف سے بھی ایسا ہی فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ طوعاً و کرہاً تین دن برت رکھنا ہی پڑا۔

عہدِ شباب کے بعد ایام شیب کا دور دورہ میرے لئے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا۔ اب ان کی امید انتفاع قطعی مسدود ہو چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے میری ساری عمر کی خدمات یکسر فراموش کرتے ہوئے زیرباری سے سبکدوش ہونے کے لئے ایک بوچڑ کے ہاتھ چار روپیہ میں فروخت کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ زیادہ حوصلہ نہ گذرا تھا۔ کہ مجھے قصاب کے ہاتھوں دوبارہ اس جہاں فانی کو "خیرباد" کہنا پڑا۔

(۳)

اب میری روح گدھے کے قالب میں منتقل ہوئی۔ ظالم آقا نے بچپن ہی سے باربرداری کے لئے عادی بنانا شروع کردیا۔ نازک ٹانگوں پر بھاری بھرکم مالایطاق بار۔ اسپر لاتعداد ضربات عجب ہیبتناک منظر تھا۔ لیکن میں نے دوسری ہم جنسوں کی طرح صبر سے کام لینا ہی قرین مصلحت سمجھا۔

ہم فطرتاً بہت منچلے واقع ہوئے تھے۔ پے بہ پے ضربات کی بارش ہوتی۔ لیکن ہمارے کان پر جوں تک نہ رینگتی۔ بوجھ اٹھائے باچشم نیم باز آہستہ آہستہ سڑک پر چلے جاتے۔ ہمیں کیا اگر کوئی بچہ پاؤں تلے روندا گیا۔ ہمیں کیا اگر ہماری غفلت ہمارے آقا پر مصائب کے نزول کا باعث ہوئی۔

ایک دن جب کہ ہم انٹیبں اٹھائے پسینہ سے شرابور جارہے تھے۔ ہمارے آقا کی "یاران ناہنجار" سے سرراہ ملاقات ہوگئی۔ ہماری لاپرواہی کو قطعاً نظرانداز کرتے ہوئے وہ ایک درخت کے سایہ تلے حقہ نوشی میں مشغول ہوگئے۔ ہم اس تغافل پر رہ رہ کے دانت پیس رہے تھے۔ کہ اچانک مجھے ایک شرارت سوجھی۔ ٹہلتے ٹہلتے میں آقا کی پشت کے مقابل پہنچی اور دھم سے اس کے اوپر گر گئی۔

مجھے اس کی قابل رحم حالت پر بے اختیار ہنسی آئی۔ لیکن انتقام کے خیال سے تمام خوشی کافور ہوگئی۔ "ہم مشربوں" نے بار اٹھایا۔ اور اس نیم مردہ کو نکالا۔ اب وہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ دو تین ڈنڈے توڑے۔ لیکن "از ماست کہ بر ماست" میں خاموش سب کچھ برداشت کئے گئی۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اپنے آقا کی کچھ زیادہ خدمات بجا نہ لاسکی تھی۔ کہ میرے لئے اس دار فانی سے رحلت کے احکام صادر ہوگئے۔

(۴)

مجھے قوی امید تھی۔ کہ اتنے مصائب و آلام کے برداشت کرنے بعد اب مجھے اشرف المخلوقات کا جامہ زیب تن کرنا ہوگا۔ لیکن مجھے اس امر سے نہایت افسوس ہوا۔ کہ ابھی منزل مقصود بہت دور ہے۔

میں کتیا کے قالب میں معرض وجود میں آئی۔ چند ایام کے بعد جب میں صبح ہوا خوری کے لئے نکلی۔ تو میں نے ایک "کار" میں ایک کتا دیکھا۔ جو ایک یورپین لیڈی کے پہلو میں جلوہ فرما تھا۔ اس دل خوشکن منظر کی دید سے دل میں فکر و اتمنان کے جذبات موجزن ہوگئے۔

میرے دل میں کسی ایسی ہی رحم دل آقا کی تحصیل کی امنگ پیدا ہوئی۔ جس کے لئے میں نے بعض کوٹھیوں کے گرد چکر لگانا شروع کردیا۔

ایک شام جبکہ میں ایک کوٹھی کے سامنے برلب سڑک مستقبل شاندار بنانے کی تدابیر سوچ رہی تھی۔ میں نے دیکھا۔ چند "مہذب" کتے میری طرف بڑھے میں نے معذرت کی۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اور ہلہ بول دیا۔

مجھے معلوم نہیں۔ کہ اس کے بعد کیا ظہور پذیر ہوا۔ لیکن اتنا یاد ہے۔ کہ صبح جبکہ عالم بیہوشی کا اثر زائل ہوچکا تھا۔ میں نے بدن زخموں سے چور پایا۔

میں نے "جمعیۃ الکلاب" سے اس امر کی درخواست کی کہ مجھے بھی ان کی عملداری میں ایام زیست گذارنے کی اجازت مل جانی چاہیئے۔ لیکن "مجلس عاملہ" نے میری گذارش محل نظر نہ سمجھی۔ اور اپنی مملکت سے ۲۴ گھنٹہ کے اندر نکل جانے کا حکم صادر کردیا۔

اس وقت میں اس حکم کا باعث نہ سمجھ سکی میں حیران تھی۔ کہ میں بھی انہی کی ہم جنس ہوں۔ پھر کیوں مجھے بھی باقی کتوں کی طرح اس رشک جناں جنت نشاں خطہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

میں نے ایک جہاندیدہ دوست سے اس کے متعلق استفسار کیا۔ جس نے کہا۔ "ہم ہندی نژاد" غیر مہذب" ان "مہذب" یورپین کتوں کی سوسائٹی میں شمولیت کے قابل نہیں"۔

بادل ناخواستہ میں نے پھر انہی گلی کوچوں میں بودو باش اختیار کی۔ جن میں پہلے چند روز گذارے تھے۔ لیکن وہاں کوئی پرسان حال نہ تھا۔ فاقہ پر فاقہ برداشت کرنا پڑا۔ گھنٹوں سنگدل انسان کے لئے جبہ سائی کرتی لیکن ایک لقمہ میسر نہ آتا۔ ان کی طرف سے نان شبینہ کی بجائے جوتوں اور چھڑیوں سے تواضع کی جاتی۔ اسی طرح لخت جگر کھاتے خون دل پیتے میں جان بحق تسلیم ہوئی۔

(۵)

زہے قسمت کہ مجھے پھر انسانی تشکیل نصیب ہوئی۔ اس دفعہ میں نے دیکھا۔ کہ پرانے خیالات و اعتقادات کے لوگ بھی نئی تہذیب کی رو میں بہ رہے تھے۔ میرے والد رؤسا میں شمار کئے جاتے تھے۔ وہ مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ ہونے کی وجہ سے میری تعلیم و تربیت کی طرف خاص طور پر متوجہ تھے۔

جب میں تعلیم کے اعلیٰ مدارج طے کرچکی۔ تو میرا رشتہ حیات کسی سے منسلک کرنیکی تجاویز پر غور و خوض ہونے لگا۔ بالآخر یہ مرحلہ طے ہوگیا۔ اور میرا رفیق حیات ایک عالی نژاد گریجوایٹ قرار پایا۔

کل میں نے چند ارذل العمر عورتوں کو "ان کے" خاندانی حالات بیان کرتے سنا۔ میں یہ معلوم کرکے کہ حسب "نسب" "ذہ" میرے "نہیرہ" تھے۔ انگشت بدنداں رہگئی۔

کیا ارباب حل و عقد بتائیں گے۔ کہ ہمارے تعلقات زن و شوہر شرم و حیا کو بالائے طاق رکھنے کے بغیر اب قائم رہ سکتے ہیں؟ پھر کیا اہل تدبر و تفکر مجھے اس حیاسوز معصیت زندگی سے نجات دلا سکتے ہیں۔

(میں ہوں ہندوازم کی ایک دلدادہ "دھرم پتنی")

درخواست دعا

برادرم بابو مخرالدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان کی دوسری بیوی مردہ بچہ پیدا ہونے سے سخت بیمار ہیں۔ اور نور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب اس کی صحت کیلئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

بابو صاحب موصوف اپنی اہلیہ کی بیماری سے بہت پریشان ہیں۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میرے قلم سے طبع ہوئی اور میں نے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

مجھے کس طرح حقیقی اسلام حاصل ہوا

(از مکرمی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن)

ہماری خاندانی حالت

میری پیدائش بمبئی میں ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۷ء میں ہوئی۔ ہماری قوم خوجہ کہلاتی ہے۔ اور سر آغا خاں کو اپنا امام مانتی ہے۔ جاہل لوگ۔ تو ان کو اپنا خدا ہی مانتے ہیں۔ اس قوم میں بڑے بڑے معزز تعلیم یافتہ لوگ ہیں مگر مذہب کے متعلق عیسائیوں کی طرح گمراہ۔ ان کے یہاں مسجد کا نام تک نہیں۔ اس کے عوض جماعت خانے ہیں جہاں نماز کے عوض سندھی زبان میں ان کی بنائی ہوئی کچھ دعا ہے۔ وہ پرانے خیال والے لوگ وہاں جاکر صبح وشام پڑھ لیتے ہیں۔ مذہب کے متعلق زیادہ تر مستورات ہی حصہ لیتی ہیں۔ اور آغا خاں صاحب کے خزانہ میں خوب بھرتی کرتے ہیں۔ اور اس میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ ایسی قوم سے ہمارے خاندان کو تعلق تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اس لئے میرے والد صاحب بھی مذہب سے ناواقف تھے مگر خدا تعالےٰ پر ان کا توکل بہت تھا۔ اور دعائیں بہت کیا کرتے تھے۔ ہم کبھی کبھی نماز بھی پڑھ لیا کرتے۔ مگر مسجد میں جمعہ پڑھنے کبھی نہ جاتے۔ ہاں سال میں دوبار عید کی نماز ضرور پڑھ لیتے۔

اہل حدیث سے تعلق

۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو میرے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد ہماری تجارتی کمپنی کو ہمارے ایک اور تجارتی معاملہ میں دوسری کمپنی سے شراکت ہوئی۔ اس کمپنی کے ایک حصہ دار عبدالواحد صاحب نامی مذہباً اہل حدیث تھے ان کی صحبت سے مجھے مذہب کے متعلق کچھ واقفیت حاصل ہوئی۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

حسن اتفاق سے حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی کی اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کے متعلق ایک اشتہار پر میری نظر پڑی۔ اور میرے دل میں یہ کتاب منگوانے کی تحریک ہوئی۔ یہ کتاب منگوا کر پڑھنا ہی تھا۔ کہ میرے دل میں گویا ایک نئی روح پھونکی گئی۔ گویا اس دن سے میری زندگی ہی بدل گئی۔ اب مجھے پتہ لگا۔ کہ ہم دنیا میں کیوں پیدا ہوئے ہیں۔ ہم کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ مرنے کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا۔ خود میرا کیا انجام ہوگا۔ اسکے متعلق میرے دل میں ایک خوف پیدا ہوگیا۔ میں نے پانچ وقت کی نماز برابر پڑھنی شروع کردی۔ جمعہ کے روز مسجد میں جانے لگا۔ ماہ رمضان میں تمام روزے رکھے۔ بلکہ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ کو ایک روز کے وقفہ سے روزے رکھنا بہت پسند ہیں۔ تو میں نے وہی کام شروع کردیا۔ اور اندازاً چھ ماہ تک اس طرح متواتر روزے رکھے۔ میری مخلص اہلیہ صاحبہ بھی میرے ساتھ روزوں میں شامل ہوئیں۔ میں قرآن شریف کبھی پڑھا ہی نہ تھا۔ وہ پڑھنے لگا۔ اور معنے بھی سمجھنے لگا۔ پھر مجھے اس قدر شوق ہوا۔ کہ اسلام کے ضروری مسائل کے متعلق قرآن شریف کے تمام آیات ایک جگہ جمع کروں۔ اور انگریزی زبان میں شائع کروں۔ تاتمام انگریزی دان مسلم وغیر مسلم فائدہ اٹھا سکیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مجھے اس کام میں کامیابی ہوئی۔ اور میں نے Extracts from Holy Quran کے نام سے کتاب چھپوا کر مسلم اور غیر مسلم لوگوں میں مفت تقسیم کردی۔ اس سے پہلے ہماری دینی حالت یہ تھی۔ کہ ہم قبروں اور پہاڑوں پر جاکر مشرکانہ رسومات بجا لاتے تھے۔ اور اس کو ثواب دارین کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ہم تجارتی معاملات میں کئی اقسام کے ناجائز کام کرتے تھے۔ اور اس پر تجارتی فن سمجھ کر فخر کیا کرتے تھے۔ وہ سب ترک کرکے ہم نے اپنی کمپنی کے تمام کاروبار میں دیانتداری اور راستی کا سلسلہ جاری کردیا۔ یہ سب تبدیلی جو مجھ میں پیدا ہوئی۔ اسکی اصل بنیاد حضرت میرزا صاحبؑ کی سمجھائی ہوئی اسلامی تعلیم کا نتیجہ تھی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

خدا تعالےٰ دعا سنتا اور جواب بھی دیتا ہے

مذکورہ بالا کتاب پڑھنے سے مجھے اس بات کا بھی علم حاصل ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری دعائیں سنتا ہے۔ اور جواب بھی دیتا ہے۔ یہ پڑھکر مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے خدا تعالےٰ سے بہت عاجزی سے دعائیں کیں۔ اور میں قسمیہ ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس کے جوابات بھی ملے۔ ایک بار نہیں۔ بلکہ کئی بار۔ جس کی تفصیل لکھنا بہت طول ہو جاتا ہے۔ جس کا دل چاہے۔ وہ آپ کی تعلیم کے مطابق عمل کرکے اپنی تسلی خود کرسکتا ہے۔

تبلیغ احمدیت

گو حضرت میرزا صاحبؑ کی تعلیم سے مجھ پر بہت اچھا اثر ہوا۔ پھر بھی آپ کے دعاوی کے متعلق اپنے اہل حدیث دوست کی صحبت وتعلیم کی وجہ سے جو سلسلہ احمدیہ کا مخالف تھا۔ بدظن ہوگیا۔ لیکن حضرت میرزا صاحبؑ کی یہ تعلیم کہ ہم کو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کا خوب ورد کرنا چاہیئے۔ اس بات پر میں خوب عمل کرتا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک پنجابی بنام شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم یکایک ایک شام کو میرے یہاں تشریف لے آئے۔ اور الصراط المستقیم کیا چیز ہے وہ سمجھانے لگے۔ انہوں نے احمدیت کے متعلق بہت کچھ سمجھایا۔ مگر میں نے نہ مانا۔ آخر مجبور ہوکر آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا آپ حضرت میرزا صاحبؑ کی اسلام کے متعلق تعلیم کو بہت پسند کرتے ہو۔ تو آپ ان کی اور بھی چند کتب دیکھو۔ میں نے یہ قبول کیا۔ اور انہوں نے دس پندرہ روپیہ کی کتب قادیان سے مجھے منگوادیں۔ وہ میں پڑھنے لگا۔ مگر میں ایسا متعصب ہوگیا تھا۔ کہ میں ہر ایک کتاب کا وہی حصہ پڑھتا جس میں اسلام یا بانیٔ اسلام کی فضیلت کا ذکر ہوتا۔ اور جہاں کہیں حضرت میرزا صاحبؑ کے دعاوی کے متعلق بیان ہوتا۔ تو وہ حصہ ہی چھوڑ دیتا۔ اس خیال سے کہ مجھے احمدی تو ہونا ہی نہیں۔ پھر دعاوی کیوں پڑھوں۔ حالانکہ وہ ہی الصراط المستقیم تھا۔ اور یہی حقیقت مجھ کو سمجھانے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے قادیان سے ایسے بزرگ کو میرے مکان پر پہنچادیا۔ مگر میں ہوں۔ کہ ان کی بات مانتا ہی نہیں۔ اور جو کتب منگوا کر دیں۔ ان کا ضروری حصہ ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر مجھے ہدایت ہو تو کیسے؟ مگر میرے مولا نے مجھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں چھوڑا۔ کیونکہ خاکسار نے روزوں کے ساتھ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا جاری رکھی تھی۔ اس لئے اس رحمان رحیم ہادی نے پھر ایک بار مجھ حقیر پر رحم فرما کر ایک بہت بڑا انتظام فرمایا۔ وہ یہ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو خدا نے رؤیا میں یہ تحریک فرمادی۔ کہ حضور شاہ دکن کو سلسلہ کی تبلیغ کیجائے جس کی تعمیل میں آپ نے تحفۃ الملوک[1] جیسی اعلیٰ کتاب تحریر فرماکر اور بہت خوب صورت حروف میں چھپوا کر حضور شاہ دکن کو اور دوسرے بہت سے معزز و تعلیم یافتہ لوگوں کو تحفۃً ارسال فرمائی۔ حضور نے یہ کتاب شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی۔ اس کام کے لئے حضرات مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ اور تین ماہ تک حیدرآباد میں تبلیغ کے کام میں مصروف رہے۔ مگر مجھے سکندرآباد میں اس بات کا کوئی علم نہ ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کو مجھ حقیر کو صراط المستقیم پر لے آنا منظور تھا۔ اس لئے اس رحمان و رحیم ہادی نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ پھر حیدرآباد و سکندرآباد میں تبلیغ کی جائے۔ اس کام کے لئے پھر حضرات ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب اور حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ان کے ساتھ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے جنرل سیکرٹری جناب سید بشارت احمد بھی شریک تھے۔ اب انہوں نے سکندرآباد میں لکچر دینے شروع کئے۔ مجھے اس بات کا علم ہوا۔ اور میں نے بھی اپنے مکان پر ان کا لکچر کروایا۔ پھر ایک دن صبح سے شام تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور اس کے بعد روزانہ ایک رکوع قرآن شریف کے درس کا انتظام ہوا۔ درس میں ہر روز احمدیت کی تبلیغ ہوتی رہی۔ جو مجھے پسند نہ تھی۔ اور میں بند کرنا چاہتا تھا مگر میری زبان سے بند کرنے کے الفاظ نکل ہی نہیں سکتے تھے۔ خیر اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ ایک طرف سے احمدی علماء احمدیت کی صداقت ثابت کرتے۔ تو دوسری طرف سے غیر احمدی علماء میرے یہاں آکر مجھے ان کے خلاف بھڑکاتے۔ اس طرح مجھے معلومات حاصل کرنے کا اچھا موقعہ ملا۔ اور تین چار مہینے کے بعد خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ احمدیت حق ہے۔ مجھے سمجھانے کے لئے مذکورہ اصحاب نے خصوصاً اور علامہ حافظ روشن علی صاحب رضؓ۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ۔ سید بشارت احمد صاحب زاد اللہ شرفہٗ شیخ یعقوب علی صاحب جزاہ اللہ وغیرہ وغیرہ نے بہت زحمت اٹھائی۔ خدا تعالےٰ ان سب کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ؛

میرا ایک خواب

گو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر حق کھل گیا۔ پھر بھی مجھ میں یہ جرأت نہ تھی۔ کہ میں اپنے اہل حدیث شریک اور دوسرے علماء اور رشتہ داروں کو ناراض کر کے احمدی سلسلہ میں شامل ہو جاؤں۔ بلکہ میں نے قرآن شریف کا درس بھی موقوف کر دیا۔ اور یونہی ٹالتا رہا۔ آخر ایک رات میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں اپنے اہل حدیث شریک اور دوسرے ایک شخص کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ اور وہاں کسی کی مذمت ہو رہی ہے۔ اتنے میں پولیس آئی۔ اور ہم تینوں کو گرفتار کر کے سکندرآباد کی کورٹ آفس میں لے جاکر کھڑا کر دیا۔ وہاں ہم تینوں کو آٹھ آٹھ روز کی قید کی سزا ہوئی۔ میں جیل میں خوب رو رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ مذمت تو میرے اہل حدیث ساتھی نے کی۔ اور میں ناحق گرفتار ہوگیا۔ تو مجھے کسی نے کہا۔ تو نے اس کی صحبت کیوں اختیار کی۔ جب میں سمجھ گیا۔ کہ میرا اہل حدیث ساتھی حضرت میرزا صاحبؑ کے خلاف باتیں کرتا رہتا ہے۔ اور میں حق کھل جانے پر بھی اسی کے ساتھ ملا جلا رہتا ہوں اس لئے اس دنیا میں جیل کی سزا ملی۔ اور آخرت میں دوزخ کی سزا ملیگی۔ یہ خواب میں نے اپنے اہل حدیث ساتھی اور دوسروں کو سنا دیا۔ اور بیعت کرنے کا ارادہ کیا ؛

علانیہ بیعت کرنے میں پھر تامل اور چند سوالات

مجھے یہ خیال ہوا کہ علانیہ بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خفیہ بیعت کیجائے تو کیا ہرج ہے۔ اس لئے میں نے ایک خط اپنے ماموں سیٹھ جی۔ ایم ابراہیم صاحب کے نام جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام لکھوایا۔ اور اس میں حسب ذیل امور کے جوابات منگوائے :۔

(۱) اگر میں احمدیت کا اظہار کروں۔ تو غیر احمدی لوگ مجھے کافر سمجھیں گے۔ اور مجھے بھی ان کو ایسا ہی سمجھنا پڑیگا۔

(۲) احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ اور اس لئے غیر احمدی بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس طرح مجھے بھی تمام اسلامی مساجد سے قطع تعلق کرنا پڑیگا۔ حالانکہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ پنجوقتہ نماز جماعت کے ساتھ قریب کی مسجد میں پڑھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرے ؛

(۳) اس صورت میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ احمدی نام اختیار کرنے سے مجھے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ قرآن کریم ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں ہمارا نام مسلمان ہے۔ ہمیں تاکید ہے۔ کہ ہم مذہب کو فرقوں میں تقسیم نہ کریں ؛

(۴) قرآن یا حدیث میں کسی جگہ مذکور نہیں۔ کہ ہر انسان کو اپنی نجات کے لئے مسیح اور مہدی پر علانیہ ایمان لانا ضروری ہے ؛

(۵) اس لئے مذکورہ بالا حالات کے ماتحت میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ کہ خفیہ طور پر ایمان رکھوں۔ اگر میں غلطی پر ہوں۔ تو مہربانی فرما کر قرآن و حدیث سے میری تسلی کر دی جائے ؛

اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے خود عطا فرمایا۔ جو نہایت مدلل اور لطیف پیرائے میں تھا۔ جو بعد میں "ایک صاحب کے پانچ سوالوں کے جواب" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوگیا۔ اگر کسی صاحب کو اس کتاب کی ضرورت ہو۔ تو صرف ایک کارڈ لکھنے سے مفت ارسال کر دی جائیگی۔

ان جوابات کے بعد میں نے دنیاوی تعلقات کے خوف کی کوئی پرواہ کئے بغیر بیعت کر لینے کا ارادہ کیا۔ اور اس کا اظہار میرے مکرم دوست سید بشارت احمد صاحب سے کیا۔ انہوں نے مجھے اور میرے ماموں سیٹھ آلہ دین ابراہیم بہادر صاحب کو جو میرے ساتھ تبلیغ میں شریک تھے ایک پرتکلف دعوت دی۔ اور ایک جمعہ کے مبارک دن

[1] یہ کتاب عموماً مفت پر دفتر فاروق قادیان سے ملتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۱۵ء ہم دونوں نے مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ؛

لاہوری فریق کی طرف سے تبلیغ

میرے احمدی ہونے کی خبر اخبارات میں شائع ہوتے ہی لاہوری فریق کی طرف سے مجھے ان کے لٹریچر کا ایک پارسل ملا۔ اور خط کے ذریعہ مجھے اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ میں نے اب دونوں فریق قادیانی و لاہوری پارٹی کے اختلافی مسائل کا لٹریچر غور سے دیکھا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ قادیانی جماعت حق پر ہے۔ اور ان کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ اور لاہوری پارٹی محض اپنی مطلب کے لئے نئے احمدیوں کو اور پبلک کو دھوکہ دے رہی ہے ؛

اہل و عیال کو تبلیغ

میں نے بیعت کرنے کے بعد اپنی اہلیہ صاحبہ کو بھی بیعت کرنیکے لئے کہا۔ مگر انہوں نے کہا۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔ اس طرح ٹالتی رہیں۔ کیونکہ ہمارے مکان میں اور بھی مستورات تھیں۔ اسلئے ان کو ان کا خوف تھا۔ میں نے کہا۔ اچھا لا اکراہ فی الدین مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ مگر میں ان کو جب موقعہ ملتا تب ہی تبلیغ کرتا رہتا۔ کیونکہ جب ہم نے اوروں کو تبلیغ کر کے سلسلہ میں شامل کرنا ہے۔ تو خود اپنے گھر کے ہی لوگ جن کے ساتھ رات دن ملنا جلنا ہو۔ اور خدا تعالےٰ کا حکم جن کے متعلق قوا انفسکم و اھلیکم نارا گیا ہے۔ انہی کو ہم نہ سمجھائیں۔ تو اوروں کو کیا سمجھائیں گے۔ اس خیال سے مجھے اپنی اہلیہ کو سمجھانے کی بہت فکر تھی۔ ان کو میں سلسلہ کے کتب اور اخبار میں سے خطبات وغیرہ پڑھکر سناتا۔ اور ان کو پڑھنے کے لئے دیتا۔ پھر ان کو احمدیوں کی دینداری اور غیر احمدیوں کی رسمی دینداری میں جو زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ سمجھاتا۔ وہ دیکھتیں کہ احمدی لوگ جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تو دینی گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ دینی باتوں کے نام سے بیزار۔ کیونکہ ہر ایک احمدی پر فرض ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں دین کی اشاعت میں حصہ لے۔ مگر یہ بات دوسرے کسی فرقے میں نہیں۔ اسی لئے حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام میں ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ مگر ایک کے سوائے تمام جہنمی ہونگے۔ یہ بات سب کے پاس مسلم ہے۔ اس لئے ہر ایک فرقہ اپنے کو جنتی سمجھتا اور باقی تمام کو جہنمی۔ حتےٰ کہ ہمارے آغا خانی فرقے والے لوگ بھی جو اسلامی شریعت و عبادات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اپنے آپکو جنتی سمجھتے اور دوسرے تمام کو جہنمی۔ اس لئے وہ اپنی لڑکی دوسروں کو نہیں دیتے۔ اگر کوئی دیتا ہے۔ تو اس کو جماعت سے خارج کر دیتے ہیں۔ حتےٰ کہ اپنے قبرستان میں دوسروں کو قدم بھی رکھنے نہیں دیتے۔ مگر حضرت رسولِ کریمؐ نے سچے فرقے کا یہ نشان بتلایا ہے۔ کہ وہ فرقہ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے قدم بقدم چلیگا۔ یعنی وہ خود اسلامی شریعت و عبادات کا پابند ہوگا۔ اور دن رات دنیا میں اس کی اشاعت میں لگا رہے گا۔ اب دیکھو یہ کام اس زمانہ میں سوائے احمدی فرقہ کے دوسرا کوئی فرقہ نہیں کرتا۔ احمدی فرقہ ہی اشاعت اسلام کا کام ہند اور غیر ممالک میں کئی سالوں سے کر رہا ہے اور لاکھوں روپیہ اس کام میں خرچ کر رہا ہے۔ جسکی نظیر دنیا میں اور کہیں نہیں۔ پھر یہ ہی فرقہ ناجی فرقہ ہے اس میں شک ہی کیا رہا وغیرہ۔ ایسی بہت سی عام فہم باتیں سمجھانے سے میری اہلیہ کی تسلی ہو گئی۔ اور انہوں نے بیعت کر لی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے پھر اس قدر جوش ان میں پیدا ہو گیا۔ کہ جہاں کہیں جائیں۔ اور جب موقعہ ملتا تبلیغ ضرور کریں۔ ہماری جماعت میں بعض ایسے بھی احمدی دوست ہیں۔ جو خود تو بہت جوشیلے ہیں بڑے بڑے لیکچر دیتے اور خوب تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر اپنے اہل و عیال کو اس نعمت سے واقف کر کے سلسلہ میں شریک نہیں کرتے۔ میاں بیوی اس چار دن کی دنیا میں بہت محبت سے رہتے ہیں۔ مگر دینی زندگی میں اہل و عیال اپنے ساتھ ہو۔ اس کی فکر نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہی ہوگا۔ کہ ان کے مرنے کے بعد احمدیت انکے خاندان سے نابود ہو جائے گی۔ جو نعمت خود بڑی زحمت سے حاصل کی ہو۔ اس کو اس طرح کھو دینا بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے۔ کہ خود جنت حاصل کرنے کی دن رات جان و مال سے کوشش کریں مگر اپنے اہل و عیال کو جہنم میں جانے دیں۔ اور اسکی پرواہ نہ ہو۔ کیا ایسے احباب خدا تعالےٰ کے اس صریح حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ قوا انفسکم و اھلیکم نارا یعنی خود کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ خدا تعالےٰ ہمارے ایسے بھائیوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ؛

میری دعا اور خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت کا نمونہ

اگر ہم کو کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ ملے۔ اور یہ اجازت بھی ہو۔ کہ ہم جو چاہیں سو مانگ سکتے ہیں۔ تو ہم ضرور بڑے سے بڑا انعام مانگیں گے۔ اسی طرح ہماری نماز خدا تعالےٰ کی درگاہ میں حاضر ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور ہم کو جو چاہیں سو مانگنے کی اجازت بھی ہے۔ اس لئے میں نے یہ دعا جاری رکھی۔ کہ یا الٰہی میں تو کوئی چیز نہیں۔ مگر تو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ تو ہر بات پر قادر ہے اس لئے مجھ سے وہ کام کرا جو دنیا میں کسی نے نہ کیا ہو۔ اور جس میں تیری رضامندی اور تیری مخلوق کی خیر خواہی ہو۔ اور ہر زمانہ کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر دل سے دعا دیتے رہیں۔ یہ چھوٹا منہ اور بہت بڑی بات ہے اور اس کا پورا ہونا میرے جیسے حقیر کے ذریعہ ہر پہلو سے ناممکن نظر آتا تھا۔ مگر میں نے اس قادر خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھ کر یہ دعا جاری رکھی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جماعت حیدرآباد کا سالانہ جلسہ کا موقعہ آیا۔ اس وقت امیر جماعت نے مجھ سے بھی کچھ تقریر کرنیکے لئے فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں صحیح اردو بھی بولنا لکھنا نہیں جانتا۔ میں پبلک جلسہ میں تقریر کیسے کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا۔ مضائقہ نہیں۔ جیسا جانتے ہو ویسا ہی لکھ لو اور پڑھ کر سنا دو۔ مجھے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ میں نے احمدیت کی صداقت کے متعلق کچھ لکھنے کی کوشش کی۔ قرآن شریف و احادیث سے دلائل دیئے۔ اور بفضلِ خدا جلسہ میں سنا بھی دیئے۔ میں نے اس میں یہ بھی ثابت کیا۔ کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ یہی ایک مذہب ..... ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

..... جس میں ہر زمانہ میں ایک ربانی مصلح کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں پائی نہیں جاتی اگر کسی مذہب میں ہو۔ تو مدعی اس کا ثبوت پبلک میں پیش کرے۔ اس طرح غیر مسلم اقوام پر اسلام کی فوقیت ثابت کرنے کے بعد مسلمانوں پر یہ حجت پوری کی۔ ....

کہ جب ان کا مسلّم عقیدہ ہے۔ کہ اسلام میں ہر صدی میں ایک مجدّد کا ظہور ہوتا ہے اور حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کے مطابق ثابت ہے۔ کہ وہ شخص خدا تعالےٰ کے خاص حکم کے ماتحت ظاہر ہوتا ہے

....

....

..... اس کے مطابق ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت میرزا صاحبؑ ہی اس صدی کے ربانی مجدّد ہیں۔ اگر آپ اپنے اس دعوے میں صادق نہیں تو دوسرے کسی صادق مدعی مجدّدیت کو پیش کیا جائے۔

اور خاکسار سے دس ہزار روپیہ کا انعام لیا جائے۔ اس مضمون کا ایک رسالہ بنام دنیا کے تمام مسلمانوں کو علی الخصوص اور دیگر مذاہب کو علی العموم دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ ایک چیلنج اردو عربی انگریزی گجراتی تامل بنگالی مراہٹی وغیرہ زبانوں میں شائع کر دیا۔ مگر آج پندرہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ کسی جھوٹے مدعی نے بھی اس کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کی۔ جو صاحب یہ رسالہ دیکھنا چاہتے ہوں۔ ان کو صرف ایک کارڈ لکھنے سے مفت ارسال کر دیا جائے گا۔ اس طرح اسلام کی حجت دنیا کے تمام غیر مسلموں پر اور احمدیت کی حجت دنیا کے تمام مسلمانوں پر پوری کر دی گئی۔ یہ ایک ایسا کام تھا۔ کہ جو اس سے پیشتر اس قدر پورے زور اور تحدّی اور انعامی چیلنج کے ساتھ مختلف زبانوں میں کسی نے نہ کیا تھا۔ جو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور اپنی عظیم الشان قدرت ثابت کرنے کے لئے مجھ جیسے حقیر کے ذریعہ یہ ناممکن سے ناممکن کام بھی کروا کے چھوڑا۔ الحمد للہ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ؂

ایک دوسری مثال

میری دوسری دعا یہ تھی۔ کہ یا اللہ مجھ سے وہ کام کرا۔ جو تیری رضامندی کے مطابق ہو۔ اور جس میں تیری مخلوق کی خیر خواہی ہو۔ اور لوگ وہ دیکھ کر دل سے دعا دیں۔ اس دعا کی قبولیت کا پتہ اس طرح لگتا ہے۔ کہ میں نے ایک کتاب انگریزی زبان میں شائع کی۔ جس کا نام Extracts from Holy Quran اس میں اسلام کے مختلف مسائل کے متعلق قرآن شریف کے تمام آیات ایک ہی جگہ جمع کیں۔ پھر اس کے متعلق احادیث بھی۔ اس کے علاوہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کارنامے جس کی دنیا میں نظیر نہیں۔ پھر اس کے متعلق مشہور یورپین علماء کے آراء پھر دنیا کے مختلف اقوام کو پیغام انہیں کی مقدس کتب کے حوالہ جات کے ساتھ۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی صداقت قرآن شریف احادیث و بائیبل سے وغیرہ وغیرہ۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ دنیا کے کونہ کونہ سے مسلم و غیر مسلم اقوام کے معزز لوگوں نے اپنی پسندیدگی کے آراء لکھ کر روانہ کیں۔ کہ یہ کتاب پڑھکر ہمارے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اور بے شک یہ مخلوق کے لئے ایک نعمت ہے مختصر یہ کہ جس بات کی میری دعا تھی۔ وہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے پوری کر دی۔ یہ کتاب اب ساتویں مرتبہ چھپ رہی ہے۔ اس کے متعلق بہت سے آراء وصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند اس کتاب کی آخر میں درج ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ مکرم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم جو ۱۹۲۷ء میں لنڈن میں تھے۔ آپ اپنے ۷ ویں فروری کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں یہ خط آپ کو ایک بشارت کے طور پر لکھتا ہوں۔ ۱۲ اور ۱۳ فروری کی درمیانی رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ اور انہوں نے اکثر اکسٹ کی بہت تعریف کی ہے۔ یعنی یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ علیہ السلام نے اس کو بہت ہی پسند فرمایا ہے۔ مگر ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابھی تک نہیں دیکھی۔ اور انہوں نے آپ کے مخالف بھائیوں کے طرز عمل کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ کہ وہ اچھا نہیں کرینگے اگر مخالفت نہ چھوڑینگے"

بہر حال میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ یہ کتاب ملاء الاعلےٰ میں مقبول ہو گئی ہے۔ اسکی مقبولیت بڑھیگی اور یہ انشاء اللہ بابرکت ہوگی"

اور بھی ایسے بہت سے امور ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا کے مطابق پورے کئے۔ جس کی تفصیل لکھنے سے بہت طول ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں ؂

وصیّت

خاکسار نے اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت کی ہے۔ اور رقم بھی ادا کر دی ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس کے بعد اور بھی اپنے فضل و کرم سے ترقی عطا فرمائی ہے۔ اس لئے انشاء اللہ اب جملہ جائداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت کروں گا۔ اور اس قیمت کی جائداد صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کر دوں گا۔ اس کے علاوہ چندہ وصیت میں خاکسار ۵۰ روپیہ ماہوار ادا کرتا ہے۔

ان سب باتوں کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر نعمت کی تحدیث کے حکم کے مطابق مطالبہ کیا گیا ہے اس لئے یہ احوال لکھکر خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؂

(خاکسار عبد اللہ الہ دین بی۔ اے ۲۰)

فاروق

مکرمنا جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کا وہ بابرکت وجود ہے۔ جو پیچھے آکر بہتوں سے آگے نکل گیا۔ آپ نے۔ اسلام اور سلسلہ ..... عالیہ احمدیہ کی جو خدمت اس قلیل زمانہ بیعت میں فرمائی ہے وہ اس قدر ہے۔ کہ آئندہ آنیوالی نسلوں کیواسطے ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز معلوم ہوگی۔ آپ کو رات دن تبلیغ سلسلہ اور اشاعت دین کا اس قدر جوش ہے۔ کہ آپ کا نماز و روزہ جینا و مرنا سب خدا کیواسطے ہو چکا ہے۔ آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پورا نمونہ ہیں۔ خدا نے آپ کو دل بھی ایسا فراخ دیا ہے۔ کہ کبھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے پیچھے نہیں ہٹا۔ ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے کاروبار ...

خاکسار عبد اللہ الہ دین۔ بی۔ اے۔ ۲۰ ..... دین و دنیا میں ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کو اپنی خصوصی رحمت کا مورد بنائے اور ہر طرح کی برکتیں نازل فرمائے اور ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے